

نظامِ نظامت

Nizam-e-Nizamat

تالیف

محمد آفتاب اظہر کشن گنجوی

ناشر

مکتبۃ المعارف

قصبہ منگلور، ضلع بہریدوار (اُترکھنڈ)

فون : ۰۱۳۳۲-۲۲۲۵۲۸ • ۹۸۹۷۱۳۲۲۷۰

فن نظامت (اناؤنسری) میں ایک منفرد انداز
اور سیکڑوں خوبیوں کی حامل کتاب

نظام نظامت

Nizam-e-Nizamat

تالیف

محمد آفتاب اظہر کشن گنجوی

ناشر

مکتبۃ العارف منگور

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: نظام نظامت

کمپیوٹر کتابت: سعید گرافکس دیوبند

صفحات: اسی: ۸۰

تعداد: گیارہ سو ۱۱۰۰

دوسرا ایڈیشن: جولائی ۲۰۱۲ء

نام مؤلف مع مکمل پتہ:

محمد آفتاب اظہر ابن محمد آصف پرواز

گرام پھلواری، پوسٹ چھتر گاچھ، تھانہ پہاڑ کٹہ، ضلع کشن گنج (بہار) ۸۵۵۱۱۷

E-mail: aftabazharkne@gmail.com

ملنے کا پتہ

مکتبۃ العارف عربی مدرستہ منگلور

ضلع ہریدوار (اتراکھنڈ)

موبائل: 09897134270

افتساب

(۱) تمام مدارس اسلامیہ کے نام، خصوصاً مادر علمی جامعہ عربیہ مدرسۃ المؤمنین (قصبہ منگلور ضلع ہریدوار، اتر اکھنڈ) اور اپنے تمام اساتذہ کے نام

(۲) اپنے دادا جان جناب قمر الحسن صاحب اور نانا جان حافظ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے نام اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو فرماں برداروں کے ساتھ جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے (آمین)

(۳) اپنے مخلص و مشفق والدین کے نام کہ اگر ان کے احسانات و نوازشات کو شمار کیا جائے تو دوسرا ہمالہ تیار ہو جائے۔

رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا۔

وادام ظلہما۔

فہرست

تقریظ: حضرت مولانا مفتی محمد معصوم صاحب قاسمی (6)

تقریظ: حضرت مولانا سرفراز احمد صاحب مظاہری (8)

حمد باری تعالیٰ (10)

نعت پاک (11)

پیش لفظ (12)

نظامت سے متعلق کچھ ضروری باتیں (14)

ہم جلے کی نظامت کیسے کریں (16)

اعلان صدارت کے مختلف طریقے (17)

دعوت تلاوت کے مختلف طریقے (20)

دعوت برائے حمد باری کے مختلف انداز (25)

دعوت برائے نعت خوانی کے مختلف انداز (28)

دعوت برائے خطابت کے مختلف طریقے (32)

نظامت میں انیس جلیسے (38)

ابتدائیہ (39)

اعلان صدارت (42)

تائید صدارت)

دعوت برائے تلاوت (43)

دعوت برائے نعت نبی (45)

دعوت برائے خطابت (۱) (49)

دعوت برائے خطابت (۲) (50)

دعوت برائے خطابت (۳) (51)

دعوت برائے نعت خوانی (52)

دعوت برائے خطابت (۴) (53)

دعوت برائے آخری تقریر و دعاء (54)

نظامت کے دوران موقع بسوق کام آسے والے اشعار (56)

متفرق اشعار (70)

تقریریں: حضرت مولانا مفتی محمد معصوم صاحب قاسمی

ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ مدریۃ المؤمنین قصبہ منگلورہ ضلع قسری راول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده۔ اما بعد
اصول وضوابط کی رعایت ہر چیز میں حسن و خوبی پیدا کر دیتی ہے اور حسن
خاتمہ کی ایک بین دلیل ہوتی ہے۔ جلسہ یا کسی بھی پروگرام کے اجزاء ترکیبی میں
ایک اہم جز ”نظامت“ یعنی اناؤنسری ہے جس کے لئے کچھ اصول و قواعد مرتب
کئے گئے ہیں، ان کی رعایت کسی بھی پروگرام و جلسہ کی کامیابی کی ضمانت ہوا
کرتی ہے۔

اپنے جادوئی بیان سے لوگوں کو جلسہ کے آخر تک روکے رکھنا اور ان کے اندر نشاط
و چستی پیدا کرنا اناؤنسر کا ایک اہم کام اور ذمہ داری ہوتی ہے جس کے لئے
اناؤنسر میں کچھ صفات ہونا لازمی ہیں جن کو موصوف نے ”نظامت سے متعلق
کچھ ضروری باتیں“ کے زیر عنوان تحریر کی ہیں انہی کی زبان میں سنئے: موصوف
تحریر کرتے ہیں ”صداقت شعاری، طلاقت لسانی، باخبر ذہن، نستعلیق اشارات،
بے عیب آواز، صحیح تلفظ، حاضر جوابی، برجستہ گوئی، موقع شناسی، مجمع کی نفسیات
سے آگاہی، فہم عامہ و مہارت تامہ، مطالعہ کی چمک اور مشاہدہ کی لگن یہ چیزیں

جس طرح مقرر و خطیب کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں، اسی طرح ان تمام خوبیوں کا ناظم جلسہ میں ہونا بھی بے حد ضروری ہے، ”کچھ اور تحریر کرتے ہیں“ ناظم جلسہ کو کم سے کم وقت میں اپنی بات پیش کرنا ہوتی ہے، شیریں الفاظ، رکشش لہجہ، مختصر اور باوزن جملے، موقع بہ موقع اشعار نظامت کے اجزاء ترکیبی و تحسینی سمجھے جاتے ہیں۔ البتہ خطیب و نعت خواں اور تالی قرآن کا تعارف ان کے مناسب حال ہی کرایا جائے۔

(مفتی) محمد معصوم قاسمی مظفرنگری

تقریظ: حضرت مولانا سرفراز احمد صاحب الحسینی المظاہری

(استاذ حدیث و تفسیر جامعہ عربیہ مدرسۃ المؤمنین منگلور)

فطرت کا یہ کارخانہ..... حسن و عشق کا یہ میخانہ..... زمانہ کی رفتار..... آسمانوں
میں تاروں کا یہ کارواں..... سمندر کا تلاطم..... چشموں کی یہ بے قراری..... سبزہ
زاروں کی دلنوازی..... بہار کی خنکی..... شفق کی لالی..... غرض اس وسیع دنیا کے تمام
احوال و افکار اور ایسی نوع بنوع کہکشا میں آغوش میں سجائے ہوئے ہیں کہ اس
جہانِ رنگ و نور کی کشش بے محابہ اپنی جانب مائل کرتی نظر آتی ہے، اسی گلستاں کا
ایک گل انسان بھی ہے ویسے بھی یہ انسان خوبیوں اور خزانوں کا ابلتا چشمہ ہے نہ
جانے کتنی اُن گنت صلاحیتیں اس میں مضمر ہیں، اس پر اگر وقار بھی ہے..... معیار
بھی ہے..... نکھار بھی ہے..... تو اس کا ولولہ..... غلغلہ..... طنطنہ..... ہمہ اس کی
شگفتہ گلکاری کو عام اور تحسین کے قابل بنادیتی ہے۔ زیر نظر کتاب ”نظام
نظامت“ ایک ایسے مؤلف کی ہے جن کے ساتھ کچھ اپنے بھی جذبات کی
پھہاریں ہیں..... احساسات کی رم جھم بو چھار میں برگ گل پر چمکتی شبنم ہے اور
چمکتی کلیوں کے لبوں پر مہکتی مسرتوں کا نور سرور مہکار و چہکار بھی۔

جب مؤلف کی کتاب نظر نواز ہوئی روح کو تازگی ملی اور دل شاد ہوا ان

کے اسلوب کا جھکاؤ نظامت کی خوبیوں کی طرف ہے، وہ طول کلامی پر کفایت

لفظی کو ترجیح دیتے ہیں اور اختصار برتنے میں بھی دستگاہ کامل رکھتے ہیں جو کہ بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے، ان کے جملے باہم گلے ملتے نظر آتے ہیں، وہ اردو کی رنگین تراکیب کو بھی ایک نئے رنگ و آہنگ سے برتتے ہیں، اشعار کی صناعی میں بے ساختگی اور خود کی زندگی میں سادگی رکھتے ہیں۔

ان کے موضوعات کی بوقلمونی..... ان کا دلکش اسلوب..... اظہار کا مخلصانہ عمل..... فکر و خیال کی گداز پر ت جیسے ساون بھادوں میں بارش کے رم جھم مدھ ماتے قطرے اور پھر اس کے بطون سے پھوٹتی ہوئی جمالیات۔ ان سب کی کارفرمائی کے زیر ان کی ہر تخلیق ایک نئے انداز کی سیاحی کراتی نظر آتی ہے، ان کی دلربا اور ہوشربا نظامت جہاں ایک طرف اپنے حسن و جمال کے سبب جلسہ کو کامیاب بناتی ہے تو دوسری طرف تمام دلوں میں امنگیں اور ترنگیں بھر دیتی ہے۔ طوالت مضمون کا خدشہ دامن گیر ہے ہاتھ میں قلم اور شوق کا دفتر کھلا تو چند کلمات تحریر میں آگئے ”عمیاں را چہ بیاں“ کا مصداق ”نظام نظامت“ ہے اور اوراق الٹے اور بحر بیکراں میں مستغرق ہو جائیے۔

(مولانا) سرفراز احمد الحسنی المظاہری

حمد

بھی تعریف ہے اس کی اسی کی حمد خوانی ہے

ہماری جان پر ہر دم خدا کی مہربانی ہے

کہیں گرمی، کہیں سردی، کہیں بارش، کہیں طوفاں

خدا کا ہی کرشمہ ہے اسی کی حکمرانی ہے

وہی کرتا ہے دن روشن وہی پھر رات لاتا ہے

حکومت اس کی چو طرح زمینی آسمانی ہے

وہی خالق وہی مالک وہی اول وہی آخر

کہ ہے وہ ذاتِ لا ثانی کوئی اس کا نہ ثانی ہے

جسے چاہے وہ عزت دے کھذلت میں وہ جس کو

کہ وہ مرضی کا مالک ہے وہی قسمت کا بانی ہے

وہی ہم کو جلاتا ہے وہی پھر موت دیتا ہے

کھلاتا ہے پلاتا ہے اسی کا دانہ پانی ہے

تری حمد و ثناء رب کرے کیا آفتابِ اظہر

زباںِ ناپاک ہے اس کی، قلم کی جاں فشانی ہے

کلام:- محمد آفتاب اظہر کشن گنجوی

نعتِ پاک

نہیں کوئی نبی نبیوں میں میرے مصطفیٰ جیسا
حبیبِ کبریا جیسا، رسولِ مجتبیٰ جیسا

بہت آئے نبی دنیا میں لیکن آسماں شاہد

نہیں آیا نبی کوئی محمد مصطفیٰ جیسا

زمین نے بھی نہیں دیکھا فلک نے بھی نہیں دیکھا

کسی نے بھی نہیں دیکھا حسین خیر الوریٰ جیسا

کبھی میں چاند کو دیکھوں کبھی روئے رسالت کو

نہیں یہ ماہِ کامل بھی حسین مصطفیٰ جیسا

ملا اقصیٰ میں نبیوں کی امامت کا شرف ان کو

نہیں رتبہ کسی کا بھی امام الانبیاء جیسا

کرم والے، عطا والے، بڑے جود و سخا والے

بہت آئے مگر کوئی نہ آیا مصطفیٰ جیسا

لکھے کیا عظمتِ سرکار نعتِ مصطفیٰ اظہر!

قلم احسانہ کر پائے نبی ہم کو ملا جیسا

کلام :- محمد آفتاب اظہر کشن گنجوی

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ رب العزت سے ہیں جس نے مجھ جیسے ناکارہ پر اپنا فضل فرمایا اور کچھ پڑھنے لکھنے کی توفیق بخشی۔ اگر اس کی توفیق نہ ہو تو کسی کتاب کی تالیف کا خیال تو دور کی بات ہے آدمی ایک سطر بھی نہیں لکھ سکتا۔ لیکن توفیق بھی اسی کو ملتی ہے جو توفیق کا طالب ہو جو کوشش کرتا ہے پاتا ہے جو ہاتھ بڑھاتا ہے لیتا ہے جو قدم اٹھاتا ہے اسے کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

حفظ کے دور سے ہی مجھے فنِ خطابت سے بید دلچسپی تھی، بڑے شوق سے انجمن میں شرکت کرتا، انعامی پروگراموں میں حصہ لیتا اور پوزیشن حاصل کرتا، پھر جوں ہی درس نظامی کا دور شروع ہوا تو انجمنوں کانگراں اور ناظم بنایا جانے لگا، لہذا خطابت کے ساتھ نظامت سے بھی دلچسپی ہو گئی پھر ایک دن دل میں یہ آرزو جاگی کہ کیوں نہ اناؤنسری کے لئے ایک منفرد انداز کا مختصر رسالہ لکھ کر اہل ذوق کی نذر کر دیا جائے۔ اولاً ذہن میں کئی خاکے تیار ہوئے اور ریجکٹ کر دئے گئے، بالآخر ایک اچھا سا خاکہ ذہن نشیں ہوا اور اسی کے تحت قلم نے اپنا سفر شروع کر دیا، درمیان سفر راستے کی دشواریوں سے بھی دوچار ہونا پڑا، بہت سی رکاوٹیں سامنے آئیں کتنے ہی جملے لکھے اور مٹائے گئے، کتنے ہی لفظوں کی قربانی دینی پڑی، کتنے ہی حروف شہید کئے گئے، لیکن قربان جائے قلم کی جرأت مندی پر کہ جس نے ہمت پست نہیں کی اور سنبھل کر چلتا رہا آخر کار اپنی منزل تک پہنچ ہی گیا۔

کیونکہ اسے معلوم تھا کہ:-

جو ہچکچا کے رہ گیا سورہ گیا ادھر

جس نے لگائی ایڑ وہ خندق کے پار تھا

اب یہ ”نظام نظامت“ سے موسوم ہو کر کتابی شکل میں

آپ کے سامنے ہے مجھے امید ہے کہ آپ اسے قبولیت کی نگاہوں سے

دیکھیں گے اور اگر اس میں کچھ خامیاں ہوئیں تو اصلاح فرمائیں

گے اور احقر کو اپنی دعاؤں میں بھی ضرور یاد رکھیں گے۔

طالب دعاء

محمد آفتاب اظہر کشن گنجوی

۵ اپریل ۲۰۱۲ء مطابق ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

کبھی دو چار لوگوں میں مری واہ واہ جو ہوتی ہے
کمال اپنا نہیں اس میں یہ سب اس کی عنایت ہے

مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظامت سے متعلق کچھ ضروری باتیں

نظامت اجلاس کا سب سے اہم رول ہے اسی پر سارے جلسے کا مدار ہوتا ہے۔ مجمع کو آخر تک روکے رکھنا اچھی نظامت کا کمال ہے۔ صداقت شعاری، طلاقت لسانی، باخبر ذہن، نستعلیق اشارات، بے عیب آواز، صحیح تلفظ، حاضر جوابی، برجستہ گوئی، موقع شناسی، مجمع کی نفسیات سے آگاہی، فہم عامہ و مہارت تامہ، مطالعہ کی چٹنگ اور مشاہدہ کی لگن یہ چیزیں جس طرح مقرر و خطیب کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں، اسی طرح ان تمام خوبیوں کا ناظم جلسہ میں ہونا بھی بے حد ضروری ہے، تاہم نظامت اور خطابت میں فرق بھی ہے، سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ مقرر کے پاس اپنی بات رکھنے کے لئے تفصیلی وقت ہوتا ہے جبکہ ناظم جلسہ کو کم سے کم وقت میں اپنی بات پیش کرنا ہوتی ہے شیریں الفاظ پر کشش لہجہ، مختصر اور باوزن جملے موقع بہ موقع اشعار نظامت کے اجزائے ترکیبی محسینی سمجھے جاتے ہیں۔

﴿چند غور طلب باتیں﴾

☆..... اناؤنسر کے پاس ایک ڈائری ہونی چاہئے جس کو وہ کار نظامت میں اپنا معاون بنائے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اناؤنسر کسی مقرر یا نعت خواں کے لئے کوئی شعر کہنا سوچتا ہے لیکن عین وقت پر بھول جاتا ہے پھر تھوڑی کوشش کر کے اگر کہتا بھی ہے تو ایک مصرع کہہ کر دوسرا یاد نہیں رہتا، اس لئے جو شعر جب ذہن میں آئے اسے ڈائری میں لکھ کر ذہن نشین کر لے۔ ایسا بھی نہ ہو کہ ایک مصرع کہہ کر دوسرے مصرع کے لئے ڈائری کھولنے کی نوبت آئے اگر ایسا ہوا تو اناؤنسر مذاق بن کر رہ جائیگا۔

☆..... اناؤنسر کو چاہئے کہ ہر مقرر یا شاعر کو مع سکونت کے آواز دے اور

سکونت سے پہلے صاحب لگائے (بعد میں نہ لگائے) جیسے مولانا صائم صاحب چھترگا چھوی، مولانا محمد آصف صاحب بھنکر دواری، مولانا شاہ کامل صاحب قاسمی بھنکر دواری، مولانا مسعود صاحب کشن گنجوی، مولانا عرفان صاحب مظفر پوری، مولانا ندیم صاحب جوالا پوری، مولانا بدرالدین صاحب نگینوی، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک نام کے دو مقرر پروگرام میں جمع ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں بغیر سکونت کے اگر ان میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو یا تو دونوں ایک ساتھ اٹھ کر آنے لگیں گے یا جنہیں بلانا مقصود ہے وہ بیٹھے رہ جائیں گے اور ان کے ہم نام تشریف لے آئیں گے۔

☆..... اناؤنسر جن مقرر صاحب کو دعوت دے رہا ہے ان کے بارے میں اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ تقریر کس طرح کرتے ہیں، ان کا انداز کیسا ہے ان میں شعلہ بیانی ہے یا شیریں بیانی ہے کبھی لاعلمی کی وجہ سے ایک ناصح مقرر کے لئے جن کے بیان میں ذرا بھی چیخ و پکار نہیں ہوتی اناؤنسر ایسے تعریفی جملے کتا ہے کہ خود مقرر کو شرم محسوس ہونے لگتی ہے مثلاً ”اب میں ایسے شعلہ بیان خطیب کو دعوت خطابت دینے جا رہا ہوں جن کی آواز میں وہ کڑک ہے کہ جسے سن کر زمین کا نیپے لگتی ہے آسمان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے پہاڑ تھرانے لگتے ہیں،، یاد رہے کہ مقرر یا نعت خواں کا تعارف ان کے کمال و ہنر کے مطابق کرایا جائے معاملہ برعکس نہ ہو بہر حال حسب مناسب اچھے جملوں، خوبصورت استعاروں، اور اشعار کے ساتھ دعوت دینا نظامت کا کمال ہے۔

☆..... مقرر کتنا مشہور و معروف ہے، اس کی شہرت کا ڈنکا کتنی دور تک ہے، وہ میدان خطابت کا شہسوار ہے یا خطابت کی دہلیز پر ابھی ابھی قدم رکھا ہے ان

سب باتوں سے واقف ہونا بھی اناؤنسر کے لئے بیحد ضروری ہے۔

☆..... آخر میں ایک اور بات کی طرف توجہ دلاتا چلوں وہ یہ کہ اناؤنسر مقرر یا نعت خواں کو دعوت دینے کے بعد کہتا ہے کہ ”حضرت مولانا صاحب مائیک پر“ جبکہ مولانا صاحب ابھی اپنی جگہ پر ہی ہوتے ہیں یا کبھی مقرر صاحب کرسی پر آکر بیٹھ بھی جاتے ہیں اور اناؤنسر کہہ رہا ہوتا ہے کہ ”حضرت تشریف لائیں“ یاد رہے کہ اگر ہم نے کسی کو دعوت دیکر اس کے لئے کوئی شعر کہنا شروع کیا تھا اور جتنی دیر میں ہم نے شعر کہا وہ مائیک پر آگئے تو اب یہ نہیں کہیں گے کہ ”موصوف تشریف لائیں“ بلکہ کہیں گے کہ ”موصوف مائیک پر“ ہاں اگر ہمارے شعر کہنے یا دعوت دینے تک وہ مائیک پر نہیں پہنچ سکے ہیں بلکہ ابھی اپنی جگہ سے اٹھنے کی کوشش میں ہیں تو اب کہیں گے کہ ”موصوف تشریف لائیں اور اپنے مواعظ حسنہ یا نعتیہ کلام سے ہم سامعین کو محفوظ فرمائیں“

﴿ہم جلسے کی نظامت کیسے کریں﴾

ناظم جلسہ کو سب سے پہلے ایک تمہیدی تقریر کرنی ہوتی ہے جو کم سے کم دس منٹ کی ہو اس تقریر میں حمد و صلاۃ کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائے پھر اجلاس کے مقاصد بیان کئے جائیں، پروگرام کا اجمالی خاکہ سامنے رکھا جائے، منتظمین، مہمان مقررین اور جلسہ سننے آئے ہوئے تمام حضرات کا پرزور لہجے میں استقبال کرتے ہوئے شکریہ کے الفاظ زیر لب لائے جائیں اس تمہیدی تقریر کی اگر پہلے سے تیاری کر لی جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ تمہیدی تقریر کے بعد متصلاً اعلان صدارت ہوا کرتا ہے ہم کئی طریقوں سے اعلان صدارت کر سکتے ہیں، چند طریقے ملاحظہ فرمائیں:-

اعلان صدارت کے مختلف طریقے

(۱): یہ بتایا جائے کہ جلسے کے لئے صدر کا ہونا کس قدر ضروری ہے یعنی صدارت کی اہمیت کو بیان کیا جائے اسکے بعد اپنے صدر صاحب کا مختصر تعارف کرا کر کسی سے تائید کرائی جائے۔

مثلاً:

حضرات جس قبیلے کا کوئی ذمہ دار نہ ہو اس میں تنازع عام ہو جاتا ہے،
 جس جماعت کا کوئی امیر نہ ہو وہ بکھڑ جاتی ہے،
 جس قافلے کا کوئی رہبر نہ ہو وہ بھٹک جاتا ہے،
 جس لشکر کا کوئی سپہ سالار نہ ہو وہ شکست کھاتا ہے،
 جس پنچایت کا کوئی سربراہ نہ ہو وہ پنچایت نہیں کہلاتی،
 جس چمن کا کوئی مالی نہ ہو وہ اجر جاتا ہے،
 جس دیش کا کوئی حاکم نہ ہو وہ برباد ہو کر رہ جاتا ہے،
 جس طرح ہر چمن کے لئے مالی کی ضرورت پڑتی ہے،
 ہر قبیلے کے لئے ایک رئیس القبیلہ چنا جاتا ہے،
 ہر جماعت کے لئے ایک امیر منتخب کیا جاتا ہے،
 ہر قافلے کی رہبری کے لئے ایک رہبر ہوا چاہتا ہے،
 جس طرح ہر لشکر کو سپہ سالار کی آویشکتا پڑتی ہے،
 جس طرح ہر پنچایت کے لئے ایک سربراہ کی ضرورت ہوتی ہے،
 جس طرح ہر گاؤں کے لئے ایک پردھان مقرر کیا جاتا ہے،

اور جس طرح ہر ملک کی حکمرانی کے لئے ایک حکمران کا انتخاب کیا جاتا ہے،
 ٹھیک اسی طرح ہر اجلاس کی صدارت کے لئے ایک صدر کا ہونا اجلاس کو

بحسن و تحسین انجام تک پہنچانے میں ضروری سمجھا جاتا ہے۔ تو آئے ہم اپنے عظیم الشان جلسے کی صدارت ایک ایسی شخصیت کو سونپتے ہیں جو اسٹیج پر بیٹھے حضرات علماء کرام کے درمیان اس طرح جلوہ نما ہے جیسے شب تاریک میں ستاروں کے درمیان ماہتاب جلوہ نما ہو میری مراد محترم المقام، واجب الاحترام، مشفق و مہربان، وارث خیر الانام، داعی اسلام، حامی قرآن و سنت، ماحی کفر و ضلالت، قاطع شرک و بدعت، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا صاحب ہیں مجھے امید کامل ہے کہ اس انتخاب لا جواب

کی پُر شباب تائید کی جائیگی۔

دوسرا طریقہ: صرف صدر صاحب کا اچھے انداز میں تعارف کرا کر ان سے عہدہ صدارت پر فائز ہونے کی درخواست کی جائے۔

مثال کے طور پر:

حضرات گرامی! ہمارے آج کے اس عظیم الشان اجلاس کی صدارت کے لئے احباب نے جس شخصیت کے بارے میں مشورہ دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسکے مستحق بھی وہی ہیں، کیونکہ علامہ اقبال نے میر کارواں کے لئے جو علامتیں بتائی ہیں، نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز، وہ سب اس شخصیت کے اندر بدرجہ اکمل پائی جاتی ہیں، علمی گہرائی، زہد و پارسائی، خدا ترسی اور خشیت الہی جیسے تمام اوصاف موجود ہیں، میرا اشارہ کلام عزت مآب، عالیجناب حضرت مولانا صاحب کی جانب ہے ہماری حضرت والا سے مؤدبانہ و مخلصانہ درخواست ہے کہ ہماری پیش کش کو قبول فرما کر منصب صدارت پر فائز ہوں اور اجلاس کو کامیابی کی راہ دکھلائیں مجھے امید ہے کہ احباب کی جانب سے

تائید و توفیق کی جائے گی۔

تیسرا طریقہ ! اعلان صدارت کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اجلاس کی حسن منظری پر تھوڑی دیر لب کشائی کی جائے، محفل کی چمک دمک کو الفاظ کے ذریعے آشکارا کیا جائے پھر اعلان صدارت ہو۔

مثلاً!

حضرات! اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان و انعام ہے کہ اس نے اس مبارک محفل کے انعقاد کی توفیق بخشی اس کے بدلے اگر اس کا ہزار بار شکر یہ ادا کیا جائے تو کم ہے۔

ذرا محفل کی رونق تو دیکھئے کتنے شاندار شامیانے لگے ہیں یہ بلبوں کی چمک دمک، یہ ٹیولاسٹوں کی روشنی، یہ پُر رونق اسٹیج اور اسٹیج پر علماء کرام کی تشریف فرمائی، یہ ایمان والوں کا مبارک مجمع ایسا محسوس ہو رہا ہے گویا کسی گلشن میں بہار آئی ہو، بلبیل شاخوں کے منبروں پر چہچہا رہی ہوں، دلکش درختوں کا ہجوم ہو، انگور کی بیلوں میں ستاروں کی لڑیاں لٹکا دی گئی ہوں، سارا چمن رنگ برنگی کلی پھولوں سے بھرا ہوا ہو، گلاب کے پھولوں پر بکھرے شبنم کے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے ہوں۔

دوستو! یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہم پر احسان نہیں تو کیا ہے کہ اس نے ہمیں اس مبارک محفل میں شرکت کی توفیق بخشی اور ہمیں اس عظیم الشان اجلاس میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اللہ پاک ہمارے یہاں آنے کو بے حد قبول فرمائے اور اس پاک محفل میں پاک دلی کے ساتھ بیٹھ کر کلام پاک اور حدیث پاک کی روشنی میں علماء کرام کی پاکیزہ باتیں سننے اور سن کر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

حضرات! ہمارے آج کے اس جلسے کی صدارت آپ کے جانے پہچانے اور مشہور و معروف عالم دین، صاحب کشف و یقین، حضرت مولانا..... صاحب دامت براکاتہم فرمائیں گے۔

﴿ تلاوت کے لئے ﴾

اسی طرح ہم کئی طریقوں سے قاری کو دعوت دے سکتے ہیں چند طریقے ملاحظہ ہوں

دعوت تلاوت کے مختلف طریقے

(۱)..... پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں، اسکی بڑائی اور کبرایائی بیان کریں، اس کی شان و شوکت کا تذکرہ کریں پھر موضوع کا رخ قرآن کریم کی طرف موڑتے ہوئے کلام اللہ کی تلاوت کے لئے قاری کو دعوت دیں۔

مثال کے طور پر:

حضرات! اللہ کی ذات کس قدر عظیم الشان ہے، اس کی شانِ عظمیٰ کا کیا پوچھنا وہ تو شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے، وہ تو سلطان السلاطین ہے، شمس و قمر، جن و بشر، شجر و حجر، بحر و بر، ارض و فلک، حور و ملک، چودہ طبق، عرش و کرسی، سب اس کے محتاج ہیں اس کی تخلیقات بے شمار ہیں؛ لیکن اشرف المخلوقات انسان کو ٹھہرایا، پھر ان میں بے شمار انبیاء اور رسل بھیجے اور افضل الانبیاء والرسل و خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔

اس نے بہت سی کتابیں نازل فرمائی لیکن اپنا پاک کلام اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا۔

حضرات! جب اللہ تعالیٰ کی ذات اس قدر عظیم الشان، اتنی بلند و بالا اور اکبر و اعلیٰ ہے کہ اگر ساری دنیا مل کر قیامت تک اس کی شان عظمت کا کروڑواں حصہ بیان کرنا چاہے تو نہ کر پائے تو ذرا سوچئے؟ اس کا کلام کس قدر قابل تعظیم ہوگا مثل مشہور ہے کَلَامُ الْمُلُوكِ مُلُوكُ الْكَلَامِ بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوا کرتا ہے، تو آئیے اس رب ذوالجلال کی حمد و ثنا کے ساتھ، اس کے پاک کلام قرآن مجید کی تلاوت سے ہم اپنی محفل کا آغاز کریں جس کے لئے میں دعوت دے رہا ہوں تالی قرآن، قاری خوش الحان، جناب محمد..... صاحب کو وہ تشریف لائیں اور تلاوت کلام اللہ سے محفل کا آغاز فرمائیں۔

قرآن کی تلاوت سے آغاز ہو محفل کا

اس نور سے پا جائیں ہم راستہ منزل کا

(۲)..... دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اس پہلو پر بولنا شروع کریں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ یا معجزات عجیبہ کا بیان ہو پھر آپ ﷺ کے معجزہ کبریٰ یعنی قرآن کریم کی بات زیر لب لا کر قاری کو آواز دیں:

مثلاً:

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا پھر ان میں سے جسے چاہا مقتضائے وقت کے مطابق معجزات عطا کئے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں کو معجزہ کے طور پر وہ ہنر دیا گیا تھا کہ فولاد کو موم کی طرح مسل کر رکھ دتے تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام کا منجملہ تمام معجزات کے ایک معجزہ یہ تھا کہ وہ ہر جاندار مخلوق کی آواز سن کر

اس کو سمجھ لیا کرتے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منجملہ دیگر معجزات کے ایک معجزہ عصا کے طور پر دیا گیا تھا جس نے اس جادوی دور کے تمام فرعونی جادوگروں کو مات دیکر موسیٰ علیہ السلام کو رسول ماننے پر مجبور کر دیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے، کوڑھیوں کو ٹھیک کرنے جیسے حیرت انگیز معجزات سے نوازا گیا تھا، اسی طرح نبی الانبیاء، آقاء مدنی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار معجزات عطا کئے گئے۔ شاعر کہتا ہے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن پاک کا معجزہ ہے کہ بڑے بڑے فصحاء، بلغاء اور ادباء جس کی ایک آیت کا مثل پیش کرنے سے عاجز و قاصر رہ گئے جس کا چیلنج رہتی دنیا تک کے انسان و جنات کے لئے پتھر کی لکیر ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدائے بزرگ و برتر نے لیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی اس کے ایک نقطے میں تبدیلی نہیں آئی اس کے علاوہ اس دار فانی میں اس سے قبل جتنی بھی کتابیں نازل کی گئیں آج کوئی اپنی اصل شکل و صورت میں موجود نہیں ہے تمام آسمانی کتب و صحائف میں تحریف و ترمیم کر دی گئی اگر کوئی کتاب دنیا کے اندر ایسی موجود ہے جس کا ایک حرف بھی نہیں بدلا اور یوم آخرت تک نہیں بدلے گا تو وہ صرف اور صرف کلام اللہ شریف ہے یہ قرآن کریم کا معجزہ نہیں تو کیا ہے، تو آئیے اسی مبارک کتاب کی بابرکت آیتوں سے ہم جیسے کو شروع کریں جس کے لئے میں دعوت دیتا ہوں حافظ وقاری محمد..... صاحب کو وہ تشریف لائیں اور تلاوت

کلام اللہ سے ہم سامعین کو مستفیض فرمائیں۔

سناؤ نغمہ قرآن کہ ہم بیدار ہو جائیں
اندھیروں سے نکل کر صاحب انوار ہو جائیں
(۳) تیسرا طریقہ: یہ ہیکہ خود قرآن پاک کی فضیلت پر دو تین منٹ
لچھے دار تقریر کریں اس کے بعد تالی قرآن کو دعوت تلاوت دیں۔
مثلاً:

حضرات! اس دنیائے رنگ و بو میں جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل کی گئیں ان
میں سب سے افضل، سب سے اکمل، سب سے اجمل، سب سے احسن، سب
سے اصح، سب سے مبارک کتاب قرآن مجید ہے۔
جی ہاں! جس طرح راتوں میں سب سے افضل لیلة القدر ہے دنوں میں جمعہ
کا دن سید الايام ہے، مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ماہ رمضان ہے، جس
طرح مخلوقات میں سب سے اشرف انسان ہے، فرشتوں میں سید الملائکہ حضرت
جبریل ہیں، جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں میں سب
سے افضل، اسی طرح آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب تمام کتب سماویہ میں
سب سے افضل۔ افضل کتاب کو افضل فرشتے کے ہاتھوں بھیجنا تھا تو سید الملائکہ
حضرت جبریل کو چنا گیا۔

افضل مہینہ میں اتارنا تھا تو ماہ رمضان میں اتارا۔

افضل رات میں نازل کرنا تھا تو لیلة القدر میں نازل کیا۔

اور سید المرسلین بلکہ تمام اولاد آدم کے سردار نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل کیا اللہ رب العزت نے خود قرآن میں جا

بجائے اس کی افضلیت اور حقانیت کا اعلان کیا ہے فرمایا ذلک الکتاب لا ریب فیہ۔ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہیں فرمایا شہر رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ۔ ماہ رمضان ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت ہے، کہیں فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِیًّا، ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا، کہیں فرمایا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی گجی نہیں رکھی، کہیں فرمایا قُلْ لِّسَنِیْ اُجْتَمَعَتْ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ اے نبی (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان و جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو وہ سب ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی اس کے مثل نہیں لا سکتے اگرچہ اس کام کے لئے وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں، کہیں فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ ہم ہی نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ کہیں فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاٰیْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشِیَةِ اللّٰهِ۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ خشیت الہی سے ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتا۔

حضرات! کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ

سب کتابوں سے بھلا قرآن ہے

یہ ہمارا دین ہے ایمان ہے

ہے تلاوت اُس کی برکت کا سبب

اُس پہ جان و دل مرا قربان ہے

تو آئے اسی قرآن کریم کی بابرکت آیتوں سے ہم اپنے اجلاس کا آغاز کریں
تاکہ اختتام تک محفل میں نور و نکہت کی برکھا برستی رہے جس کیلئے میں درخواست
کرونگا قاری محمد..... صاحب سے کہ وہ تشریف لائیں اور تلاوت کلام اللہ
سے اجلاس کا آغاز فرمائیں:

﴿دعوت برائے حمد باری کے مختلف انداز﴾

حضرات! ابھی ابھی آپ تلاوت کلام اللہ سے مستفیض ہو رہے تھے اور محفل
میں نور و برکت کی فضا چھا رہی تھی، رحمت خداوندی کا نزول ہو رہا تھا، ملائکہ زمیں
تا فلک صف بہ صف قطار باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ آئے اس پر نور ماحول کو تا
دیر قائم رکھنے کے لئے حمد باری کا سہارا لیں جس کے لئے میں دعوت حمد دیتا ہوں
ایک ایسے حمد خواں کو جس کی آواز میں شیرینی اور چاشنی کا ایک بہتا ہوا دریا ہے جس
کے طرز ترنم میں ایک دلنشین ہنر ہے جس کے لب و لہجے میں ایک دلربا جادو ہے
میری مراد جناب..... صاحب ہیں

کسی نے کسی کے لئے بھی کہا ہو لیکن میں موصوف کے لئے کہنا چاہوں گا کہ

صاحب طرز شہنشاہ ترنم ہے وہ

گلشن بزم میں پھولوں کا تبسم ہے وہ

وہ اگر نغمہ سرا ہو تو حوالہ ہو جائے
 جیسے ہو چاند طلوع اور اجالا ہو جائے
 موصوف سے درخواست ہے کہ تشریف لائیں اور حمد یہ اشعار سے سرور
 و محفوظ فرمائیں

(۲)..... حضرات! قرآن مجید کی پاکیزہ آیتوں کی تلاوت سے محفل میں
 نورانیت چھا گئی ہے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ موسم بہار اپنی تمام تر نیکیوں کے
 ساتھ سامانِ فرحت و مسرت لئے گلشنِ قلب و ضمیر میں جلوہ فگن ہے۔
 دوستو! قرآن مجید کی دل آرائیوں نے قلب کو آراستہ کر دیا، اس کی دلاویزی
 نے دلوں کو خوب لبھایا، اس کی دلبری نے دلوں ذہنوں کو تازگی بخشی، اس کی دل
 پزیر تلاوت سے دل باغ باغ ہو گیا اور قاری صاحب نے بھی بڑے دلکش انداز
 میں قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔
 دوستو! قرآن کریم میں وہ نسخہ کیمیا ہے کہ جو اسے سن لیتا ہے اس کے دل کی
 دنیا بدل جاتی ہے۔

جی ہاں! قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اب مناسب ہے کہ ایک ایسے
 شاعر اسلام سے درخواست کی جائے جس کی بلبلی نوائی میں خدا کی حمد کا ترانہ ہو
 جو اپنی بہترین، عمدہ، نفیس اور انم آواز میں حمد یہ کلام پیش کر کے دل کے دریاؤں
 میں آلاس و آئند اور سرور و انبساط کی لہر دوڑا دے میری اپنٹھا اور آرزو ہے کہ میں
 جناب..... صاحب کو اس شعر کے ساتھ دعوتِ اسٹیج دوں کہ۔

خروش آموز بلبل ہوگرہ غنچے کی دا کردے

کہ تو اس گلستاں کے واسطے بادِ بہاراں ہے

جناب..... صاحبِ مانک کے سامنے

(۳)..... حاضرینِ کرام! جس دنیا میں ہم اور آپ بستے ہیں جس میں کبھی آدم کبھی نوح کبھی ابراہیم کبھی اسرائیل کبھی یونس کبھی یوسف کبھی موسیٰ کبھی عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد بقی اور جس میں قیامت تک آنے والی مخلوق کو بسنا ہے پہلے کبھی اس دنیا کا وجود بھی نہ تھا نہ یہ زمین تھی جس پر ہم چلتے ہیں، نہ وہ آسمان تھا جس کو ہم تکلتے ہیں، نہ وہ آفتاب تھا جس کے طلوع سے دن روشن ہوتا ہے، نہ وہ مہتاب تھا جو رات کو چاندنی بخشا ہے، نہ یہ رات تھی جس میں ہم آرام کی نیند سوتے ہیں، نہ دن تھا جس میں حصولِ رزق کے اسباب اختیار کرتے ہیں؛ بلکہ خود حضرت انسان کا وجود نہیں تھا نہ پری اور جنات تھے نہ انبیاء اور رسل نہ حور و ملائکہ تھے نہ جنت اور دوزخ غرضیکہ جب ساری کائنات لا موجود تھی سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جس کی ذات واجب الوجود ہے، وہی اول بھی ہے وہی آخر بھی وہی ظاہر بھی ہے وہی باطن بھی غالب نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ:

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا

ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

وہ خالق السموات والارض جس کی شان و کبریائی کو شاعریوں بیان کرتا ہے

وہ یکتا ہے اکیلا ہے نہیں اس کا کوئی ثانی

وہی سب کو کھلاتا ہے پلاتا ہے وہی پانی

عبادت اس کی کرتے ہیں بنی نوع انسانی

اسی کے آگے جھکتے ہیں سر شاہی و سلطانی

(مؤلف)

تو آئیے اس کی شان و قدرت کا گن گانے کے لئے، اس کی عظمت و کبریائی کا

ترانہ گنگنانے کے لئے کسی حمد خواں کو دعوت سخن دیں اس اعتراف کے ساتھ کہ

کرے کیسے بیاں کوئی خدا حمد و ثنا تیری

کسی سے ہو نہیں سکتی بیاں حمد و ثنا تیری

(مؤلف)

میں درخواست کرونگا جناب..... صاحب سے کہ وہ حمد یہ کلام سے

ہم سامعین کو مستفیض فرمائیں جناب..... صاحب ڈاکس پر۔

﴿دعوت برائے نعت خوانی کے مختلف انداز﴾

(۱)..... حضرات! خدائے وحدہ لا شریک کی آرادہنا و ثنا خوانی کے بعد اگر

کوئی ذات ایسی ہے جس کی تعریف و نعت خوانی کی جائے تو وہ مدنی تاجدار، ہم
غریبوں کے غمگسار، سید ابرار و اخیار، آقائے نامدار، شہنشاہ ذی وقار، گلشن ہستی

کے اولین فصل بہار، انیس الغریبین، رحمۃ اللعالمین، مراد المشتاقین، جانِ عالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین، طہ و یسین، عمیق بیگیاں، فخر رسولاں، نازش ہر دو جہاں، شاہِ حرم، قائدِ عرب و عجم، سرکارِ دو عالم، احمد مجتبیٰ، رسولِ مرتضیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

رسولِ مجتبیٰ کہئے محمد مصطفیٰ کہئے

خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہئے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے

محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہئے

جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے

جب ان کا نام آئے مرحبا صلِ علی کہئے

انہیں چند اشعار کے ساتھ میں التماس کرتا ہوں دنیاے طرز و ترنم کے معروف و مشہور شاعر جناب صاحب سے کہ وہ تشریف لائیں اور نعتیہ کلام سے ہم سامعین کو بہرہ مند فرمائیں۔

(۲)..... حضرات! ابھی ابھی ہم حمد باری تعالیٰ کے گلشن کی سیر کر رہے تھے

اور پھولوں کی خوشبوؤں نے ہمیں مست و مدہوش کر رکھا تھا اب میں آپ کو نعتِ نبی ﷺ کی فضا میں لے جانا چاہتا ہوں تو آئیے اب ایسے گلستاں کی سیر کریں جس میں اخلاقِ کریمہ کے پھول ہوں اور ہر پھول اپنی رعنائی و زیبائی میں گلِ سرسبد ہو جہاں خلق و سخا کے پھول ہوں عفو و درگزر کے پھول ہوں جہاں صبر و تحمل کی عطر

ریزیاں بھی ہوں اور شفقت و پیار کی گلکاریاں بھی۔ کیونکہ:

گہائے رنگا رنگ سے ہے زینتِ چمن

اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اسی کے ساتھ ان سدا بہار پھولوں کا جو صدیوں سے مشک افشانی کر رہے ہیں
تذکرہ کرنے کے لئے میں دعوتِ سخن دے رہا ہوں جناب..... صاحب
اس شعر کے ساتھ کہ:

انہیں کا ذکر کرتے ہیں انہیں کی بات کرتے ہیں

ہمیں تو دوستو! دنیا کا افسانہ نہیں آتا

جناب..... صاحب مائیک پر نعت نبی ﷺ کے ساتھ

(۳)..... حضرات! آئیے اب اس ذاتِ پاک کا پاکیزہ ذکر کریں جس کے
ذکر کو اللہ رب العزت نے وہ بلندی عطا کی ہے کہ زمین سے لیکر آسمان تک،
پہاڑوں سے لیکر دریاؤں تک، خاک کے ذروں سے لیکر آفتاب کی کرنوں تک،
ستاروں کی محفل سے لیکر مہتاب کی روشنی تک، انسان و جنات سے لیکر حور و ملائکہ
تک، کتبِ سماویہ سے لیکر دیگر مذہبی کتابوں تک، کلمہ طیبہ سے لیکر اذانوں تک،
درودوں سے لیکر سلاموں تک، نوافل سے لیکر فرائض تک، غرض ہر شئی میں اللہ
تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو عیاں کر رکھا ہے، قرآن میں ارشاد
خداوندی ہے، وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ، اے حبیب، ہم نے آپ کے ذکر کو بہت
بلندی عطا کی ہے۔

حضرات! آپ دیکھئے کہ جہاں آپ کو اللہ کا ذکر ملے گا وہیں رسول اللہ کا ذکر

رسول اللہ کا ذکر

..... قرآن کے پاروں میں

..... چاند ستاروں میں

..... آنکھوں کے خماروں میں

..... یاروں کے نظاروں میں

رسول اللہ کا ذکر

..... صدیق کی صداقت میں

..... فاروق کی عدالت میں

..... عثمان کی سخاوت میں

..... حیدر کی خلافت میں

رسول اللہ کا ذکر

..... احمد کی روایت میں

..... مالک کی درایت میں

..... سفیان کی ثقاہت میں

..... نعمان کی ثقاہت میں

رسول اللہ کا ذکر

..... مومن کی اداؤں میں

..... مؤذن کی صداؤں میں

..... مامون ہواؤں میں

..... مسکور فضاؤں میں

دوستو! اللہ نے جس کے ذکر کو اتنا بلند مقام عطا کیا ہو وہ ذات کتنی بلند مرتبہ اور
عالی مقام ہوگی آئیے اسی ذاتِ بابرکت کی نعت کا ترانہ گنگنانے کے لئے ہم آواز دیں
ایک نعت خواں کو جن کا نام نامی اسم گرامی جناب قاری..... صاحب ہے میں ان
سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور ہماری محفل کو نعتِ نبی سے جلا بخشیں۔
اس شعر کے ساتھ کہ:

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امامِ ام نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

﴿دعوتِ برائے خطابت کے مختلف طریقے﴾

(۱)..... پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہم فنِ خطابت پر تھوڑی دیر لب کشائی کریں یعنی
خطابت کی اہمیت کو بتلا کر خطیب کو دعوتِ خطابت دیں۔

مثلاً

حضرات! تاریخِ انسانی شاہد ہے کہ خطابت نے چمنستانِ عالم میں کیسے بڑے
بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ خطابت نے ایمان و یقین کی شمعیں روشن کی ہیں
رشد و ہدایت کے دریا بہائے ہیں، اس نے انسانوں کو قید و بند کی زندگیاں سے
آزاد کیا ہے، مظلوموں کو ظلم و جبر کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا حوصلہ دیا ہے
ظالموں کی حکومت میں تباہی مچائی ہے، کمزوروں کو اپنے حق کے لئے لڑنا سکھایا

ہے، اس نے قلعوں کے قلعے فتح کئے ہیں، میدانوں کے میدان جیتے ہیں۔
 خطابت نبی کی زبان تک پہنچی تو دعوت و ہدایت بن گئی، جب واعظ کی زبان سے
 آشنا ہوئی تو نصیحت و موعظمت بن گئی، جب مجاہد نے اسے اپنایا تو نعرۂ انقلاب
 بن گئی، جب کسی قائد یا لیڈر نے اسے اختیار کیا تو ترانہ سیاست بن گئی الغرض
 خطابت نے ہر زمانے کے اندر الگ الگ رنگ و روپ میں اپنا جوہر دکھلایا ہے
 کیونکہ خطابت میں جادو ہے، سحر ہے، تاثیر ہے۔
 شاعر کہتا ہے کہ:

خطابت وجد میں آئے تو پھر ہتھیار بن جائے
 کبھی نیزہ کبھی خنجر کبھی تلوار بن جائے
 خطابت کی گلفشانی مستم ہے زمانے میں
 یہ نجاتی کے آگے جعفر طیار بن جائے

آئیے اسی خطابت کا ایک نمونہ ملاحظہ کرنے کے لئے دعوت دیں ایک ایسے
 بیباک خطیب کو جس نے اپنی خطابت کو نکھارنے میں کافی عرق ریزی کرنے کے
 بعد میدانِ خطابت میں اپنی ایک پہچان بنائی ہے میرا اشارۂ کلام حضرت مولانا
 صاحب کی جانب ہے میں ان سے مؤدبانہ درخواست کروں گا کہ وہ
 تشریف لائیں اور اپنی خطابت کا جوہر دکھلائیں۔

ایضاً:

حضرات! خطابت وہ شئی ہے جو لمحوں میں قرنوں کا سفر کرتی ہے اور کہیں سے

کہیں لے جانی ہے ایک ایسی پلٹا دیکر ماضی میں پہنچا دیتی ہے ناگہاں فراسے بھرتی ہوئی مستقبل کی طرف بڑھ جاتی ہے اس کے لئے گردشِ زمانہ نہیں یہ لیل و نہار کے طلوع و غروب سے آزاد ہے یہ انسانی مجموعوں کو اکائی میں ڈھالتی ہے اور آواز کی لہروں کے ساتھ ماضی، حال، مستقبل میں گھماتی پھراتی ہے۔ خطابت کی سب سے بڑی خوبی تصور کی پرواز ہے خطباء حضرات خیالات کے سیناؤں پر چڑھ کر جذبات کے سمندروں کی تہوں تک اتر جاتے ہیں۔

جی ہاں! خیالات کی پرواز کا نام ہی خطابت ہے کہ ایک انسان کی آواز ان گنت انسانوں کا مافی الضمیر بن جاتی ہے۔

خطابت لسانی اعجاز کا ضمیر ہے، اس کے ہیولی میں شاعری، مصوری، موسیقی اور سنگتراشی کے جوہر ہیں اور اس کی روح ایٹمی توانائی سے کہیں بڑھ کر طاقتور ہے ایک خطیب کے اندر تخلیقی جوہر ہوا کرتا ہے جو کچھ وہ کہتا، جس طرح کہتا اور جس گہرائی و گیرائی سے بولتا ہے وہ ایک جادو کی طرح ہے کہ دل اور دماغ، مبہوت و مسحور ہو جاتے ہیں جب کوئی خطیب خطابت کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دماغوں سے اٹھا کر دلوں میں اتار رہا ہے سننے والے محسوس کرتے ہیں کہ ان کی گمشدہ متاع مل رہی ہے اور وہ ان جواہر پاروں سے دامن بھر رہے ہیں جن کی تلاش میں تھے۔

تو آئیے ایسے ہی ایک خطیب کو دعوتِ خطابت دیکر ان کی خطابت کے جواہر پاروں سے ہم اپنے دامن کو بھریں میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ درخواست کرونگا حضرت مولانا صاحب سے کہ وہ تشریف لائیں اور محفل میں خطابت کا جادو چلائیں۔

اس شعر کے ساتھ کہ:

نام اس کا ملت بیضا کے پروانوں میں ہے
وہ بہر صورت عظیم الشان انسانوں میں ہے
ولولہ اسلام کا اس کی رگوں میں ہے رواں
لرزہ اس کی فکر سے باطل کے ایوانوں میں ہے

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ ہم صرف خطیب کے موضوع کو بتلا کر اسے

دعوت دیں۔

مثلاً:

حضرات! اب میں ایک ایسے مقرر کو دعوت دینے جا رہا ہوں جن کا موضوع سخن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی وہ پاکیزہ جماعت ہے جو محبت و مروت، اخوت و موافقت، فہم و فراست، جرأت و جسارت، عزم و ہمت، حکمت و درایت، امانت و دیانت، صداقت و حقانیت، عبادت و ریاضت، عقیدت و شفقت، حیاء و عزت، وفاء و سخا، اجتہاد و اعتماد، حسن اخلاق و کردار، خوش اطوار و گفتار، تسلیم و توکل، ثبات و استقلال، فضل و کمال، ایمان و احسان، انابت الی اللہ، انفاق فی سبیل اللہ، ایثار و انکساری، خاموشی و بردباری، خشیت الہی و شب بیداری، فاقہ کشی و جاں نثاری، پاکی و پاکیزگی اور سب سے بڑھ کر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے نرالی اور امتیازی شان رکھتے تھے جنہیں ان کی زندگی میں ہی دعوت اسلام پر لبیک کہنے کے باعث، اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر

صعوبتیں اور کلفتیں جھیلنے کے باعث، گھر وطن چھوڑ کر راہِ خدا میں جہاد کرنے کے باعث، آپس میں رحمِ دل اور کافروں سے مقابلے میں تیز ہونے کے باعث ربی اللہ عنہم ورضو عنہ کا تمغہ دیا گیا، اسی موضوع پر تفصیلی گفتگو کرنے کے لئے آپ حضرات کے سامنے تشریف لارہے ہیں خطیبِ با کمال مقررِ بے مثال جاں نثار صحابہ، حضرت مولانا..... صاحب۔

اس شعر کے ساتھ کہ:

وہ جن کا تذکرہ موجود ہے قرآن کے پاروں میں
ہے قدر و منزلت جن کی فلک کے چاند تاروں میں
انہی کی سیرت و کردار کی باتیں سناؤ تم
شرابِ علم کی محفل میں سوغاتیں لٹاؤ تم

تیسرا طریقہ: یہ ہے کہ ہم نہ تو فنِ خطابت کی اہمیت کو بھانپ کر

کر کے خطیب کو دعوت دیں اور نہ ان کے موضوع کو بتلا کر ان سے درخواست کریں بلکہ صرف ان کا اچھا سا تعارف کرا کر انہیں تشریف لانے کے لئے کہیں جیسے:

محترم حضرات! اب میں آپ کے سامنے ایک ایسے خطیب کو دعوت دے جا رہا ہوں جنہیں آپ میدانِ خطابت کا شہسوار بھی کہہ سکتے ہیں اور فنِ خطابت کا کلاکار بھی، کیونکہ وہ زبان و بیان میں ایسی مہارت رکھتے ہیں کہ تھوڑی دیر کی گفتگو میں سامع کو اپنا بنا لیتے ہیں، ان کی تقریر ایک درد مند دل، ایک مجاہدانہ حوصلہ، ایک عالمانہ سوچ اور صحیح فکر کا آئینہ دار ہوا کرتی ہے جب وہ بولنا شروع کرتے ہیں تو

معلوم ہوتا ہے کہ علم کا ایک دفتر کھل گیا ہے؛

میری مراد خطیبِ با کمال، مقررِ بے مثال، مفکرِ قوم و ملت، قاطعِ شرک و بدعت
حضرت مولانا صاحب ہیں حضرت تشریف لائیں اور اپنی زور
بیانی اور سحر لسانی سے ہم سامعین کو مستفیض فرمائیں۔



بھلائی، خیر خواہی اور وفا داری و ایثاری
نبیؐ کے جاں نثاروں کی یہی خصلت ہے عادت ہے
ملی ہے جو وراثت میں نبیؐ کے چار یاروں سے
صدافت ہے، عدالت ہے، سخاوت ہے، شجاعت ہے
(مؤلف)

﴿نظامت برائے جلسہ﴾

نوٹ :- یہ نظامت رنکر کسی بھی جلسے میں کی جاسکتی ہے پہلے رنکر کے ”برائے خطابت“ کے ذریعے ایسے مقرر کو دعوت دی جائے جن کا لہجہ خوبصورت ہو انداز ناصحانہ ہو گویا کہ وہ واعظ ہوں مقرر نہ ہوں دوسرے نمبر کے ”برائے خطابت“ کے ذریعے ایسے خطیب کو دعوت دی جائے جن کا لہجہ زوردار، انداز شعلہ بار، اور آواز دھماکہ خیز ہو، تیسرے نمبر کے ”برائے خطابت“ کے ذریعے ایسے مقرر کو آواز دی جائے جن کا لہجہ متوسط لیکن دلوں کو بھالتا ہو، انداز درمیانہ لیکن پسندیدہ ہو جن کی شخصیت مشہور و معروف ہو جنہیں دیکھنے اور سننے کے لئے حاضرین بے تاب ہوں۔ چوتھے نمبر کے ”برائے خطابت“ کے ذریعے نشست کی سب سے اہم کڑی جن کا بے صبری سے انتظار کیا جا رہا ہو انہیں بلایا جائے اور پانچویں نمبر کے ”برائے خطابت“ کے ذریعے صدر صاحب کی زحمت خن دی جائے۔

﴿محمد آفتاب اظہر کشن گنجوی﴾



ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم . الحمد للہ رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین: اما بعد

محترم حاضرین، مکرم سامعین، برادران صالحین، اسٹیج پرزینت افروز ماہرین علماء دین، اور اس بہترین پروگرام کے مخلصین حضرات منتظمین! آج اس بابرکت اور عظیم الشان اجلاس میں احقر کو جو ذمہ داری دی گئی ہے، جو کام ناچیز کے سپرد کیا گیا ہے وہ بڑا اہم کام اور اہم ذمہ داری ہے۔ ایک طرف یہ عظیم ذمہ داری تو دوسری جانب اپنی کم علمی اور نا اہلی کی نگہداری۔

لیکن چونکہ بڑوں کا حکم ہے اور بڑوں کا حکم بھی بڑا ہوا کرتا ہے جس کی تعمیل ضروری ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے فوائد کا حامل بھی ہوا کرتی ہے لہذا ان کے حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہی میں آپ حضرات کے روبرو آنے کی ہمت جٹا پایا ہوں اور خداوند قدوس سے ان الفاظ کے ساتھ دعاء گو ہوں۔ کہ

ملا مت میں نہ گھر جاؤں خجالت سے نہ مر جاؤں

خدا میری زباں کو تو فصاحت دے بلاغت دے

(مؤلف)

دوستو! یوں تو شب و روز جلسے اور جلوس ہوا کرتے ہیں، مجالسیں اور محفلیں سجا کرتی ہیں لیکن ہر محفل کی بات ایک جیسی نہیں ہوتی کوئی محفل دنیا بھر کی بکواس پر

منحصر ہوتی ہے تو کسی میں بے حیائی کا علی الاعلان مظاہرہ کیا جاتا ہے
 کسی میں اردو کا شمع روشن کیا جاتا ہے
 تو کسی میں قوالی کی صدا میں بلند ہوتی ہیں
 کہیں عرس اور میلہ لگایا جاتا ہے
 تو کہیں ڈھول اور تاشے بجائے جاتے ہیں
 ایسی محفلیں اکثر عیش پرست لوگوں کی ہوا کرتی ہیں
 ان مجلسوں کا دینی مجلسوں سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا
 ایسی محفلوں میں شرکت اعمال نامے میں گناہوں کا اضافہ ہی کرتی ہے
 بلکہ میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ دینی مجلس کسے کہتے ہیں
 دینی محفلیں تو وہ ہوا کرتی ہیں جن میں دینداروں کا جم کثیر نظر آئے
 دینی مجلسیں تو وہ ہوتی ہیں جن میں قرآن و حدیث کی باتیں ہوں
 دینی جلسے تو وہ کہلاتے ہیں جن میں اللہ اور اس کے رسول کی باتیں ہوں
 دینی اجتماع تو اسے کہا جاتا ہے جس میں آنے والوں کو تہذیب و تمدن کے
 موتی، اخلاق و کردار کے خوشبودار پھول، حیا و پاکدامنی کا درس اور امن و امان کا
 پیغام دیا جاتا ہے۔

جہاں علماء دین کی قربت و صحبت ملتی ہو
 اکابرین و اولیاء کی زیارت نصیب ہوتی ہو
 ایمانی طراوت حاصل ہوتی ہو
 قلبی راحت نصیب ہوتی ہو
 دماغی سکون ملتا ہو

حضرات! آپ کو اپنی قسمت پہ ناز ہونا چاہئے کہ آپ کی شرکت ایک ایسے ہی اجلاس میں ہوئی ہے جہاں برکت ہی برکت، رحمت ہی رحمت، منفعت ہی منفعت، فائدہ ہی فائدہ ہے۔ یہاں نقصان کا دخل نہیں، خسارے کا سوال نہیں۔ کیونکہ

یہ کوئی دنیاوی محفل نہیں.....

سیاسی جلسہ نہیں.....

سرکاری سمیلن نہیں.....

مشاعرہ کا اسٹیج نہیں.....

قوالی کا استھان نہیں.....

نہ تو اس میں کسی بے سُر قوال کی کراہت آمیز قوالی ہوگی اور نہ کسی بے شعور شاعر کی بے ہودہ شاعری۔ اور کیونکر ہو یہ محفل دینی محفل ہے، یہ مجلس راضائے الہی کے لئے بجی ہے، یہ اجلاس تو دین اسلام کی سرفرازی کے لئے منعقد ہوا ہے، یہ محفل انتہائی پاکیزہ محفل ہے۔

اللہ اللہ اس محفل کے مقام کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟

جس کو ملائکہ رحمت جیسی نورانی مخلوق اپنی جلوہ سامانیوں کے ساتھ مزین کر رہی ہو اور اپنی نورانیت کے آغوش میں لئے ہوئے ہو۔

فرمایا راستبازوں کے سردار اور پاکبازوں کے سر تاج نبی رحمتؐ نے کہ جس مبارک محفل میں ذکر خیر ہوتا ہے اس کو ملائکہ رحمت پر دانہ دار آ کر گھیر لیتے ہیں۔

رشتک کرتا ہے فلک ایسی زمیں پر اسعد

جس پہ دو چار گھڑی ذکر خدا ہوتا ہے

اعلانِ صدارت

حضرات! آئیے اب ہم اپنے اجلاس کی کامیابی کے لئے کسی راہنما کی تلاش کریں کیونکہ کسی بھی جلسے اور اجلاس کی کامیابی ایک ایسے راہنما کی رہنمائی، ایک ایسے رہبر کی رہبری، ایک ایسے سرپرست کی سرپرستی، ایک ایسے صدر کی صدارت، ایک ایسے قائد کی قیادت پر منحصر ہوتی ہے۔

جوزہد و تقویٰ، خلوص و للہیت، جود و سخا، امانت و صداقت، فہم و فراست، جرأت و ہمت، نیز علم و صلاحیت کی حامل اور رشد و ہدایت کی علم بردار ہو اور عند اللہ و عند الناس مقبول و معزز ہو الحمد للہ ہمارے آج کے جلسے کو ایسی بہت سی قد آور اور مذکورہ اوصاف کی حامل مقدس ہستیوں کی تشریف فرمائی میں پروان چڑھنے کا موقع ملا ہے جن میں سے جلسے کی صدارت کے لئے کسی ایک کے بھی نام کا اعلان کر دینا اجلاس کی کامیابی کی دلیل ہوگی لیکن میں جس شخصیت کا نام لینا چاہوں گا وہ حضرت الحاج مولانا مفتی صاحب کی باکمال شخصیت ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اصلاح امت، احیاء سنت، ابطال باطل اور احقاق حق کے لئے مثالی حوصلہ، توفیق اور امتناء بخشا ہے پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جذبے کے ساتھ حسن بیانی کا بھی خاصا ملکہ اور شانِ جاذبیت عطا فرمائی ہے مجھے امید ہی نہیں بلکہ پختہ یقین ہے کہ اس حسن انتخاب، انتخابِ لا جواب کی آپ حضرات بھرپور تائید فرمائیں گے۔

﴿تائید صدارت﴾

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ حضرات! جلے کی صدارت کے لئے جن منصف مزاج، مدبر دماغ، مفکر دل، اور بلند حوصلہ مرد مجاہد کا نام لیا گیا ہے وہ اپنے اندر حسن خلق، حسن تدبیر، حسن تہذیب، حسن لیاقت، حسن ضیافت، حسن داناتی و حسن بینائی جیسے بہت سے اعلیٰ اور اچھے اوصاف رکھتے ہیں اور ایک مقبول و باصلاحیت عالم دین ہیں لہذا میں اپنی اور تمام اراکین و حاضرین کی جانب سے پرزور دلی تائید کرتا ہوں اس شعر کے ساتھ کہ:

سرور و شادمانی موزن ہے آج ہر دل میں

جو میر کارواں بن کر کے آئے آپ محفل میں

دعوت برائے تلاوت

حضرات! اب ہم صدر صاحب کی اجازت سے اپنے اجلاس کا باضابطہ آغاز کرتے ہیں۔ تو آئیے سب سے پہلے خدائے پاک کے اس پاک کلام کی پاکیزہ آیتوں سے برکت حاصل کریں جس کا ہر حرف، ہر لفظ، ہر نقطہ، ہر سکون، اپنے اندر برکتوں کے خزانے سموئے ہوئے ہے۔

..... کہ جس کی برکت سے انسان کو انسانیت ملی

..... شیطان کی شیطانیت میں کمی آئی

..... ساری دنیا میں ہدایت کی شعاعیں پھوٹیں

..... قرآن آیا تو ایک نئی شریعت کا آغاز ہوا

..... چمنستان عالم میں توحید کی بہار آئی

گلستانِ ارض میں وحدانیت کا رنگ چھا گیا
 دھرتی پر ایمانی فضا قائم ہوئی
 دینِ اسلام کا پرچم سارے عالم میں لہرایا
 بوستانِ گیتی میں شرم و حیاء کی کلیاں کھلیں
 اخوت و محبت کی شمعیں روشن ہوئیں
 جہالت و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکی ہوئی قوم کو راہِ ہدایت ملی
 شرک و بت پرستی کے سورج کو ہمیشہ کے لئے گہن لگ گیا
 عبد و معبود کے درمیان ایک خوشگوار رشتہ قائم ہوا
 بندوں پر خدا کے بے پایاں انعامات ہوئے
 انسان و جنات کو قیامت تک کے لئے ایک دستورِ زندگی ملا
 چوری اور ڈاکہ زنی کی راہیں بند کر دی گئیں
 ظلم و ستم کے خوگروں کو الفت و محبت کے اسباق پڑھائے گئے۔
 اور اتنا ہی نہیں! قرآن آیا تو عیاشی، عیش کوشی، آرام طلبی، قمار بازی، شراب نوشی،
 اور حق تلفی جیسی تمام بیماریوں کا صحیح علاج آیا..... چیختی، چلاتی، تڑپتی انسانیت کو امن
 واقعی اور سکون حقیقی مل گیا اور دنیا میں ہر سوا من و اماں کے شامیانے لگ گئے۔
 الغرض قرآن آیا تو ہر برائی کا انت ہوا اور ہر اچھائی نے جنم لیا۔
 اب میں اپنی بات کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کے
 لئے جناب قاری محمد..... صاحب کو مدعو کرتا ہوں کہ قاری صاحب تشریف
 لائیں اور قرآن پاک کی قرأت سے ہمارے قلب و روح کو ایمانی تازگی
 عطا فرمائیں۔

بعد تلاوت

پڑھ دیا جب بھی کسی نے کچھ لکھا قرآن کا
گر پڑا تحت اثری میں قافلہ شیطان کا

(مؤلف)

دعوت برائے نعتِ نبیؐ

شمع رسالت کے پروانوں! نبی رحمت کے دیوانوں! آؤ تلاوت کلام اللہ کے بعد
ذکر رسول اللہ اور نعت نبیؐ سے برکت حاصل کرتے ہیں تاکہ محفل کی رونق برقرار
رہے۔

جلے میں یوں ہی نکھار رہے۔

ماحول پر انوار رہے۔

یہ ہوا بھی مشکبار رہو۔

یہ فضا بھی خوش گوار ہو۔

موسم میں رنگ بہار ہو۔

ہم پر رحمتوں کی بو چھار ہو۔

بے حد و بے شمار ہو۔

فلک تک فرشتوں کی قطار ہو۔

اور دل عشقِ نبیؐ میں سرشار ہو۔

زباں پہ صل علی کی پکار رہے۔

اور جب نعت نبی ﷺ کی عطر بیز، ترنم خیز آواز ہمارے کانوں میں رس گھول رہی ہو تو دلوں کو فرحت حاصل ہو.....

دماغوں کو راحت نصیب ہو.....

آنکھوں کو ٹھنڈک ملے.....

ذہنوں کی کلیاں کھل اٹھیں.....

زبانوں کو درودِ پاک کی چاشنی میسر ہو.....

کیونکہ وہ ذات ایسی مقدس ذات ہے جس کے صدقے پھولوں کو رنگت نصیب ہوئی غنچوں کو غنچگی ملی، جس کے طفیل سورج کو روشنی

چاند کو چاندنی

ستاروں کو تابندگی

پہاڑوں کو بلندی

دریاؤں کو طغیانی

موجوں کو روانی

پودوں کو شادابی

کھیتوں کو ہریالی

زمین کو وسعت اور آسمان کو بلندی عطا کی گئی.....

تو آئیے اسی نبی رحمت کی بارگاہِ عظمت میں عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے آواز دیں ایک ایسے نعت خواں کو جسے سننے کے لئے وقت ٹھہر جاتا ہے اور جب اس کی مترنم آواز ہواؤں میں گھل کر بکھرتی ہے تو ہوا بھی کچھ دیر کے لئے رک کر اس نعت خواں کی آواز سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ میری مراد

شاعر اسلام، مداح خیر الانام شہنشاہِ ترنم، صاحبِ خوشِ لکھم، جناب..... صاحب ہیں میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ تشریف لائیں اور نعتِ نبی کی فضا قائم کریں۔

(نعت نبی کے بعد)

رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو
کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر یہ ہے
دو عالم مل کے جو کچھ بھی کہیں اس سے سوا تم ہو

حضرات! یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہمارے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ اوصاف نہایت اچھی عادتیں اور تحصیلتیں ودیعت رکھی تھیں بلکہ تمام نبیوں، رسولوں، اور ساری اولادِ آدم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل عالیہ کو حضور کی ذاتِ اطہر میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ سراپا حسن ہی حسن تعریف ہی تعریف خوبی ہی خوبی تھے اور جس کا نام ہی اتنا پیارا استادِ لکشا، دلربا، دلنواز، روح پرور، عطر بیز، عنبر بار، بلاغت آمیز اور ذخیرہ حسن دو جہاں ہو تو بھلا اس کی ذات تمام اولادِ آدم کے حسن و جمال، اوصاف و خصائل، تعریفوں، خوبیوں، صفتوں، بھلائیوں، نیکیوں، کمالوں، اور پاکیزہ سیرتوں کا مجموعہ کیوں نہ ہوتی آپ کو تو اسمِ باسْمیٰ بنایا گیا تھا کسی نے کیا خوب کہا ہے

ولکل نبی فی الانام فضیلة

وجعلتها مجموعة لمحمد

ما ان رأيت ولا سمعت بمثله

في الناس كلهم بمثل محمد

شاعر کہتا ہے کہ مخلوق کے اندر ہر نبی کی ایک فضیلت ہوا کرتی ہے اور وہ تمام فضیلتیں محمد
صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں آپ جیسا نہ میں نے دیکھا اور نہ میں نے سنا تمام لوگوں
میں کوئی محمد کا مثل نہیں۔

دوستو! ابھی ابھی جب کہ نبی کا ایک دیوانہ آپ حضرات کے سامنے اپنے شیخ
رسالت کا پروانہ ہونے کی شہادت دے رہا تھا اور جھوم جھوم کر آقائے نامدار محمد
عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نعتیہ کلام پڑھ رہا تھا اور ہمارے دلوں
میں عشق نبی کے چراغ کو روشن سے روشن تر کر رہا تھا تو اسی درمیان میری زبان
کو دل کا یہ پیغام آ رہا تھا کہ:

جہاں بھی ذکر ہو ان کا وہاں آؤ ضرور آؤ

ملیں جو پھول گلزار نبی کے ان کو چن لاؤ

انہی کی کالی کملی میں شفاء روح ہے لوگو!

حقیقی زندگی چاہو تو کملی سے لیٹ جاؤ

دعوت برائے خطابت (۱)

میرے عزیز دوستو! پیارے بھائیو! بڑے بزرگو! آج ہماری محفل کو روشن اور تابناک بنانے کے لئے ہمارے اجلاس کو تاریخی اور یادگار بنانے کے لئے اسٹیج؛ ایسی ایسی روشن ہستیاں جلوہ افروز ہیں جن کی زیارت عبادت ہے، جن کے فرمودات وارشادات خیر و فلاح برکت و سعادت ہے، جن کا مشغلہ تبلیغ و تربیت ہے، جن کا راستہ راہِ سنت ہے، جن کا مقصد صرف اور صرف دینِ خداوندی کی خدمت ہے۔ تو لیجئے انہیں میں سے ایک شخصیت کو میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ دعوتِ اسٹیج دیتا ہوں میری مراد ذات السعادت عزت مآب حضرت مولا صاحب..... ہیں حضرت تشریف لائیں اور اپنے مواعظِ حسنہ سے، سامعین کو مستفیض فرمائیں اس شعر کے ساتھ کہ:

ہم نے ہر منزل امکاں پہ جلائے ہیں چراغ
ورنہ ہر قافلہ راہوں میں بھٹکتا ہوتا

(بعد خطابت)

ویران مسجدیں ہیں سونی ہیں خانقاہیں

پہچان اب ہماری ملتی نہیں کہیں سے

بدرو حنین و خندق، خیبر کی سرزمین کو

اے میرے گمشدہ دل آواز دے کہیں سے!

سنرات! حضرت مولانا نے ہمیں بہت ساری قیمتی باتوں سے نوازا اور بڑے

اچھے انداز میں وعظ فرمایا ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ ہمیں سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

برائے خطابت (۲)

اب میں آپ حضرات کے سامنے ایک ایسے مقرر اور خطیب سے التماس کرنے اور دعوت دینے کی آرزو رکھتا ہوں جن کی آواز عام آوازوں کی طرح نہیں جو منہ سے نکلتے ہی فضا میں حل ہو کر فنا ہو جائے اور نہ ہی ان آوازوں کی طرح ہے جو صرف اوڈیو ویڈیو میں قید ہو کر ہزاروں کانوں کی تفریح کا سامان بن کر رہ جاتی ہیں بلکہ ان کی آواز تو وہ آواز ہے جو سینوں میں اپنا آشیانہ بنا لیتی ہے، دلوں کو اجاگر کر دیتی ہے اجساحوں کو بیدار اور آنکھوں کو اشکبار کر دیتی ہے، جن کے سوزِ دل اور دردِ جگر کے ساتھ جو بھی تارِ نفس نکلتا ہے وہ دمِ عیسیٰ ہوتا ہے جسے سن کر قبروں کے مردے بھی جھرجھری لیکر کھڑے ہو جاتے ہیں بلکہ وہ یدِ بیضا ہوتا ہے جو پتھر کو بھی پانی کر دیتا ہے ان کے الفاظ میں ان کا دل سلگتا اور خون بولتا ہے ان کے جملے دریائی لہروں کی طرح رواں دواں ہوتے ہیں ان کی آواز میں وہ تند سیلانی ہے کہ طوفانوں کا مقابلہ کرے ان کے لہجے میں وہ سحر ہے کہ ہوائیں رک کر اور وقت ٹھہر کر سنے وہ بیان نہیں کرتے عقلوں کا شکار کرتے ہیں اور اپنی زورِ بیانی سے مجمع کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں ان میں دماغوں سے کھیلنے کا ہنر اور دلوں کو دہلانے کا جوہر بھی ہے وہ شعلہ کی مانند بھڑکتے اور رعد کی طرح کڑکتے بھی ہیں ان میں پکار اور للکار دونوں ہے میری مراد حضرت مولانا صاحب کی شخصیت ہے میں ان سے التماس کرتا ہوں کہ تشریف لائیں اور اپنی شعلہ بار خطابت سے ہمیں مستفیض فرمائیں۔

(بعد خطابت)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

دعوت برائے خطابت (۳)

حضرات! اب میں زحمتِ سخن دوں گا ایک ایسے مقرر کو کہ جن کی دید کے لئے ہزاروں نگاہیں تشنہ کام رہتی ہیں اور کتنے ہی کان جن کے سننے کی آرزو رکھتے ہیں کتنی ہی زمینیں جن کی قدم رنجائی کی تمنائیں لئے رہتی ہیں کتنی ہی راہیں جن کے استقبال میں پھول بچھاتی ہیں دور دور تک جن کے نیک نامی کے چہ چہ ہیں جن کی شخصیت گونا گوں اوصاف و محاسن کی مرقع ہے جو بیک وقت بہترین عالم بھی ہیں اور فکر مند مبلغ بھی، قابلِ قدر ناصح بھی ہیں اور دلوں کو رلا دینے والے واعظ بھی، عمدہ بیان خطیب بھی ہیں اور اعلیٰ درجے کے ادیب بھی، اتنا ہی نہیں بلکہ خطابت کے میدان سے لیکر نصیحت کے باغان تک، تدریسی گلستان سے لیکر تبلیغ کے چمستان تک، حسن بیانی کی وادیوں سے لیکر خوش الحانی کی فضاؤں تک اور اپنوں کی بستی سے لیکر غیروں کی دنیا تک جن کی مقبولیت کا شہرہ عام ہے میری مراد حضرت مولانا صاحب ہیں جن کا بیان سن کر کہنے والا بے ساختہ یہ کہہ سکتا ہے کہ:

دلنشین طرزِ تکلم منفرد حسنِ بیاں

تیری باتوں میں ہے پنہاں دردِ دل کی داستان

میں حضرت والا سے مؤدبانہ درخواست کروں گا کہ حضرت تشریف لائیں اور
اپنی دربار خطابت سے ہم سامعین کو مستفیض فرمائیں۔

(بعد خطابت)

کیا ہی تھا خوب تیرا انداز دلکشانہ
تڑپا گیا دلوں کو تیرا وعظ ناصحانہ
(مؤلف)

دعوت برائے نعت خوانی

حضرات! میں محسوس کر رہا ہوں کہ اب آپ کی آنکھوں میں غنودگی سی چھانی
شروع ہو گئی ہے؛ لہذا اسے دور کرنے اور محفل میں تازگی لانے کے لئے میں
چاہتا ہوں کہ ایک ایسے شاعر کو دعوت دی جائے جو اپنے طرز ترنم میں ایسا جادوی
اثر رکھتا ہو کہ جسے سن کر مرجھائے ہوئے پھول کھل کھل جاتے ہوں اجڑے ہوئے
چمن میں بہار آ جاتی ہو، سوکھے ہوئے پتوں میں جان پڑ جاتی ہو افسردہ کلیوں میں
شگفتگی آ جاتی ہو، غنچے چٹخنے لگتے ہوں، ٹہنیاں گل خیز ہو جاتی ہوں۔
جی ہاں! ایسا شاعر کہ اگر کوئی کلمہ غرابت بھی اس کے ہونٹوں سے ہو کر گزر
جائے تو اس میں بلاغت کی چاشنی بھر جائے میرا اشارہ کلام، شاعر اسلام، خوب گل
و خوش الحان، جناب..... صاحب کی طرف ہے موصوف تشریف لائیں
اس شعر کے ساتھ کہ:

محفل سے اٹھکے رونق محفل کہاں گئی

کھل اے زبانِ شمع کہ کچھ ماجرا کھلے
 کس حال میں ہیں لالہ و نسرین و نسترین
 کچھ کہہ کہ فصل گل کا بھرم اے صبا کھلے
 (نعت خوانی کے بعد)

بزمِ تصورات بھی تھی ابھی ابھی
 نظروں میں مصطفیٰ کی مگلی تھی ابھی ابھی
 معلوم کر رہے تھے فرشتوں سے جبرئیل
 کس کی زباں پہ نعتِ نبی تھی ابھی ابھی
 دعوتِ برائے خطابت (۴)

حضرات! آئیے اب ہم اپنی نشست کے سیکنڈ لاسٹ کڑی اور ایسے خطیب کو
 زحمتِ سخن دیں جو اپنی سحر بیانی اور اسلوبِ خطابت سے طبیعتوں کو تیار کرتا، دماغوں
 کو آواز دیتا، دلوں کو گرماتا اور قدموں کو دوڑاتا ہے جو اپنی تقریر کے ذریعے ذہنوں پر
 فرمانروائی کرتا ہے پھر آپ انھیں امروز کے میکدہ اجلاس کا پیرمغاں خیال کیجئے جو آج
 اپنے پیانوں کی گردش سے تشنہ کاموں کی پیاس بجھائیگا کیونکہ جہاں اس کا رشتہ پبلک
 وپالیٹکس سے ہے وہیں قرآن و حدیث تاریخ و سیر اور شریعت و طریقت کا وہ داستان
 گو بھی ہے وہ خطیبانہ انداز میں کتابوں سے بولتا ہے.....

اور برملا بولتا ہے.....

بے خوف بولتا ہے.....

..... اس کی خطابت دعوت ہے

..... اس کا بیان تبلیغ ہے

..... اس کی تقریر نصیحت ہے

اس کی آواز میں نفاست اور لہجے میں تمازت ہے جسکے ذریعے وہ سامعین کے دلوں کو غنچوں کی طرح کھلا دیتا ہے اور اس کا ایک کمال یہ ہے کہ وہ الفاظ و مطالب کی آمیختگی سے طبیعتوں میں سرور پیدا کر دیتا ہے۔

جی ہاں! دنیا اسے خطیبِ دوراں مقررِ شعلہ بیاں حضرت مولانا کے نام سے جانتی ہے میں حضرت موصوف کو اس شعر کے ساتھ دعوتِ انجیل دینے جا رہا ہوں کہ:

با ہنر ہو پر اثر ہو قوم کے رہبر ہو تم
کہکشاں ہو پھول ہو اور خوشبوئے عنبر ہو تم
آؤ محفل میں خطابت کا چراغِ ضولے
باعثِ فخرِ چمن ہو شمعِ روشن تر ہو تم
(مؤلف)

(بعد خطابت)

حضرت موصوف نے اتنے خوبصورت دلنشین دلکش دربا اتر پوشت پرکشش اور آکر شک انداز میں اپنی قیمتی باتوں سے ہمیں نوازا ہے ہم اس کے لئے حضرت والا کا تہہ دل سے شکر یہ ادا کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

دعوت برائے آخری لقریر و دعاء (۵)

حضرات! اب میں ایسی شخصیت کو دعوتِ سخن دیتا ہوں جن کا بیان ایمان افروز، روح پرور، دلنشین، انقلاب آفریں پر مغز اور معلومات افزا جیسی خصوصیات کا حسین گلدستہ ہوا کرتا ہے، میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ صدر جلسہ حضرت مولانا کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ تشریف لائیں اور اپنے ناصحانہ کلمات سے نوازیں واضح رہے کہ حضرت آخر میں دعاء فرمائیں گے اس سے پہلے کوئی بھی اپنی جگہ سے اٹھنے کی کوشش نہ کرے ایسا نہ ہو کہ ہمارا سارا بیٹھنا، سننا، جاگنا رائیگاں اور بیکار ہو کر رہ جائے کیونکہ شیطان جو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے وہ بھی اس وقت پوری کوشش میں ہوگا کہ کسی طرح لوگوں کو بہکا پھسلا کر گھروں کی طرف روانہ کرے کہ ”ارے یار کب سے بیٹھا ہے! گھر نہیں جانا؟ بیوی تیرے انتظار میں ہوگی! بیانات تو ہوتے رہتے ہیں! جلدی چل اٹھا اور گھر چل“

کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آدمی رات کو جب اللہ کا کوئی بندہ اس کے آگے دعاء کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کی دعاء ضرور قبول ہوتی ہے وہ جانتا ہے کہ جہاں دینی اجتماع ہو وہاں اللہ کی رحمت برستی ہے وہ بندے کو اللہ کی رحمتوں سے دور کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ شیطان بڑا چتر چالاک، شاطر اور دغا باز ہے اس لئے اس کے دام فریب سے بچنے میں ہی فائدہ ہے۔

ع..... جس کام کے لئے آئے ہیں وہ کام نہ بگڑے

ہمیں تو پورا جلسہ سن کر جانا ہے، ہمیں تو اپنی اصلاح کی فکر لیکر لوٹنا ہے، ہمیں تو اللہ سے مانگ کر جانا ہے، ہمیں اس جلسے کا پیغام لیکر واپس ہونا ہے آپ حضرات سکون و آرام سے بیٹھ کر حضرت والا کے بیان سے مستفیض ہوں اس کے بعد حضرت دعاء

ہمیں گے اور اس طرح ہماری نشست کامیابی کی منزل تک پہنچے گی۔



نظامت کے دوران موقع بموقع کام آنے والے اشعار

در شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور خواجہ خیر الانام سے پہلے

فضا اداس تھی ان کے پیام سے پہلے

نہ ابتدا کی خبر تھی نہ انتہاء معلوم

حضور سرورِ عالم کے نام سے پہلے

بہت بلند ہے ذکرِ عظیمِ بطحا

روا نہیں ہے درود و سلام سے پہلے

(شورشِ کاشمیری)

نہیں کوئی نبی نبیوں میں میرے مصطفیٰ جیسا

حبیبِ کبریا جیسا رسولِ مجتبیٰ جیسا

بہت آئے نبی دنیا میں لیکن آسمان شاہد

نہیں آیا نبی کوئی محمد مصطفیٰ جیسا

(مؤلف)



وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
 مراد یں غریبوں کی برلا نے والا
 مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
 وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
 فقیروں کا طبا ضعیفوں کا ماویٰ
 یتیموں کا والی غلاموں کا مولا
 اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
 اور اک نسلہ کیا ساتھ لا یا



وہ جس کی ذات دنیا کے لئے رحمت ہی رحمت تھی
 یتیموں بے کسوں کے حق میں یکسر خیر و برکت تھی
 جو مظلوموں کے آنسو پونچھتا تھا اپنے دامن سے
 جسے عادت تھی ہنس کر بولنے کی اپنے دشمن سے
 ضعیفوں کی مدد کے واسطے تیار رہتا تھا
 اماں اس کو بھی دی جو برسرِ پیکار رہتا تھا

جو ظالم تھے ہوئے عادل اسی کے درس الفت سے
 شکستہ حال مظلوموں کو خنداں کر دیا اس نے
 جو کانٹے تھے انھیں پھولوں کی رعنائی عطا کر دی
 جو پتھر تھے انھیں لعلِ بدخشاں کر دیا اس نے
 کہ جس میں بغض تھا کینہ تھا وحشت تھی عدوات تھی
 اسی انساں کو ہمدرد و مہرباں کر دیا اس نے
 کچھ اس انداز سے حق بات پھیلائی زمانے میں
 ہمیشہ کے لئے باطل کو لرزاں کر دیا اس نے



رسالت کو شرف ہے ذات اقدس کے تعلق سے
 نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء ؑ تم ہو
 کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر یہ ہے
 دو عالم مل کے جو کچھ بھی کہیں اس سے سوا تم ہو

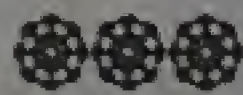


زندگی کوتاہی ابد ممنون احساں کر دیا
 تو نے اے خیر البشر انساں کو انساں کر دیا

راہزن خضر رہ امن و محبت بن گئے
 وحشیوں کو پاسبانِ علم و عرفاں کر دیا
 مختصر یہ ہے کہ اے جانِ ضمیر کا نجات
 تیرے فیضِ عام نے انساں کو انساں کر دیا



ر سولِ مجتبیٰ کہے محمد مصطفیٰ کہے
 خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہے
 جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے
 جب ان کا نام آئے مر جا صلِ علی کہے



وہ رحمتِ عالم ہے شہِ اسود و احمر
 وہ سیدِ کونین ہے آقائے امم ہے
 وہ عالمِ تو حید کا مظہر ہے کہ جس میں
 مشرق ہے نہ مغرب ہے عرب ہے نہ عجم ہے
 ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر
 کم ہے بخدا ان کی عنایات سے کم ہے



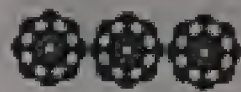
ہر انسان سے افضل وہ انسان ہے
 وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے
 وہ نبی البرایا رسول کریم
 نبوت کے دریا کا درِ یتیم
 حبیب خدا سید المرسلین
 شفیع الوریٰ ہادی راہ دین
 محمد ہے نام ان کا احمد لقب
 بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب



تو فخر کون و مکاں زبدۂ زمین وزماں
 امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار
 تو بوائے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
 تو نور شمس ہے گر اور نبی ہیں شمس و نہار
 جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
 تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار



سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
 نقشِ روئے محمد بنایا گیا
 پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی
 بزمِ کون و مکاں کو سجا یا گیا
 وہ محمدؐ بھی احمدؐ بھی محمودؐ بھی
 ذاتِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
 علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی
 ظاہراً امیوں میں اٹھا یا گیا



دعوتِ تلاوت سے قبل

خدا کے نام سے جلے کا ہم آغاز کرتے ہیں
 وہی مالک ہے ہم اس کے کرم پر ناز کرتے ہیں



اسی کے فضل سے آغاز کا انجام ہوتا ہے
 اسی کی مہربانی سے جہاں کا کام ہوتا ہے

تلاوت کے بعد

ہے قولِ خدا ارشادِ نبیؐ فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

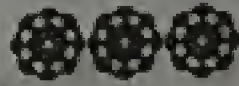


پڑھ دیا جب بھی کسی نے کچھ لکھا قرآن کا
گر پڑا تحت اثریٰ میں قافلہ شیطان کا
(مؤلف)

زمانہ آج بھی قرآن ہی سے فیض پائے گا
چھٹے گی ظلمتِ شب اور سورج جگمگائے گا



سب کتابوں سے بھلا قرآن ہے
یہ ہمارا دین ہے ایمان ہے
ہم کریں گے اس کی عزت اور ادب
جسم میں جب تک ہمارے جان ہے
ہے تلاوت اس کی برکت کا سبب
سن کے جانِ دل مرا قربان ہے



دعوت نعت خوانی سے قبل

محفل سے اٹھکے رونقِ محفل کہاں گئی
کھل اے زبانِ شمع کہ کچھ ما جرا کھلے
کس حال میں ہیں لالہ و نسرین و نسترین
کچھ کہہ کہ فصلِ گل کا بھرم اے صبا کھلے



مہِ تاباں تو کرنیں ڈالتا ہے ذرے ذرے پر
چمک جاتا ہے جس میں نورِ استعداد ہوتا ہے
کمالِ عاشقی ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا
ہزاروں میں کوئی مجنوں کوئی فرہاد ہوتا ہے



بہار آئی کھلیں کلیاں بنے تارے چلے آؤ
تمہیں آواز دیتے ہیں یہ نظارے چلے آؤ



وہ سحر آلود نغمہ وہ خمار آلود راگ
 جو کہ دل میں تہ بہ تہ بیدار کر دیتی ہے آگ
 بجلیوں کی رو میں غلطیدہ وہ لحنِ جاں نواز
 دل کی دھڑکن کو عطا کرتا ہے جو سوز و گداز
 اُف وہ نغمہ جس کو کہتے ہیں تمنائے بہار
 کونلوں کی کوک، ساون میں پیپیوں کی پکار



چھن جائے اگر دولت کو غم تو کیا غم
 لیکن نہ چھوٹے ہاتھ سے دامانِ محمد



دولت کی چاہ ہے نہ خزینے کی آرزو
 ہم کو فقط ہے خاکِ مدینے کی آرزو



پیغمبرِ اعظم کے ثنا خواں ہم ہیں
 اسلام کی عظمت کے نگہاں ہم ہیں



چلا وہ تیر جو بہتر تری کمان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے



نعت خوانی کے بعد

برمر سے تراشا ہوا یہ چاند سا پیکر
ہونتوں سے محبت کے یہ رس گھول رہا ہے
جب نعت یہ پڑھتا ہے تو ہوتا ہے یہ محسوس
انسان نہیں تاج محل بول رہا ہے



شعورِ زیست ملا فکرِ آگہی اتری
رسولِ پاک کے صدقے میں زندگی اتری
خیال آیا تھا ماہِ عرب کے جلووں کا
تمام رات مرے گھر میں چاندنی اتری



تری آواز ابھی تھی ترا انداز اچھا تھا
تری پرواز ابھی تھی ترا یہ راز اچھا تھا



نہ مے کا ذکر نہ پینے کی بات کرتے ہیں
 ہم اہل دل ہیں مدینے کی بات کرتے ہیں
 ابھی نہ چھیڑ صبا سنبھل و گلاب کی بات
 ابھی نبیؐ کے پسینے کی بات کرتے ہیں



اک برقِ تپاں ہے کہ تکلم ہے تمہارا
 اک سحر ہے لرزاں کہ ترنم ہے تمہارا



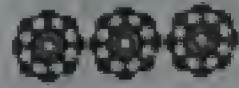
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
 یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں



یہ کون تھا کس نے بکھیری تھی مستیاں
 ہر ذرہ صحنِ باغ کا ساغر بدوش ہے



کتنی آکر شک رسی مدھ بھری آواز ہے
دل کو جو اپنا بنالے وہ حسین انداز ہے



وہ نور جس سے ہر اک گھر میں روشنی آئے
وہ ذات جس سے ہر اک باکمال شرمائے
وہ ہاتھ جس نے غریبوں کو تاج پہنائے
وہ آنکھ جس سے شہنشاہیت لرز جائے
یہ صبح و شام یہ کون و مکاں یہ باغ و بہار
یہ کائنات محمد کی آبرو پہ نثار
دعوت خطابت سے قبل

تیرہ و تاریک فضاؤں میں چراغاں کر دو
دشت و صحرا کی زمیں رشکِ گلستاں کر دو



لیکے جامِ خطابت کی سر مستیاں
واعظِ اہلسنت چلے آئے



آج اپنی بیقراری کو قرار آہی گیا
 جس کا شدت سے رہا ہے انتظار آہی گیا
 واعظ بے مثل کی آمد سے ابے اہل چمن
 اس علاقے میں تو اب رنگ بہار آہی گیا



ترے سینے میں پوشیدہ ہے رازِ زندگی کہدے
 مسلمان سے درونِ سوز و سازِ زندگی کہدے
 ضمیرِ لالہ روشن کو چراغِ آرزو کر دے
 چمن کے ذرے ذرے کو شہیدِ جستجو کر دے



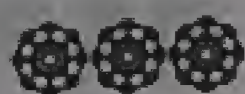
کرتا ہے رشک ہم پر زمانہ اسی لئے
 ہم میں ہے آج ایک خطیبِ سحرِ بیاں



مرا دل کیوں نہ ہو قائلِ تری سحرِ السانی کا
 سنا ہے ہر طرف چہ چا تری جادوِ بیانی کا

بعد خطابت

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے



کیا ہی تھا خوب تیرا انداز دلکشانہ
تڑپا گیا دلوں کو ترا وعظِ ناصحانہ
(مؤلف)

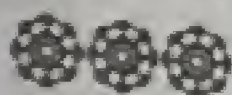
آپ کا محکمِ عمل ہے قول پر تنویر ہے
اور قلمِ باطل کی فوجوں کے لئے شمشیر ہے



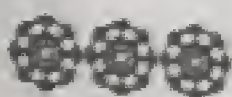
نہ یہ رات ختم ہوتی نہ یہ بات ختم ہوتی
جو پیاسِ دل کی بجھتی تو کچھ اور بات ہوتی



زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں چل دئے داستاں کہتے کہتے



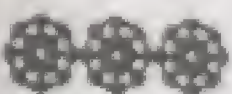
تسکین دل محزوں نہ ہوئی وہ سعی کرم فرما بھی گئے
اس سعی کرم کو کیا کہے، بہلا بھی گئے تڑپا بھی گئے



ان کی تقریر میں دریا کی روانی دیکھی
غنیچہ و گل کی رنگین جوانی دیکھی



بلائے جان ہے غالب اس کی ہر بات
عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا



دیکھے تقریر کی لذت کہ جو اسنے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

متفرق اشعار

آئے دنیا میں بہت پاک و مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم بن کر

اک نیا انداز لیکر آؤ بزم ناز میں
ساری محفل جھوم اٹھے بس تری آواز میں



زمانہ آج بھی قرآن ہی سے فیض پائے گا
چھٹے گی ظلمتِ شب اور سورج جگمگائے گا



یہی ہے آرزو تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے



نغمے ابل پڑے مرے فکر و خیال کے
گزرا کوئی نگاہ کا سا غرا چھال کے



باادب پھر ادب کا مقام آرہا ہے
محمدؐ کا پھر اک غلام آرہا ہے
فدا جس کی آواز پر ہے زمانہ
وہی آج شیریں کلام آرہا ہے



یہ مانا اہل ہوش اکثر مجھے غافل سمجھتے ہیں
مگر یہ دل کی باتیں ہیں جو اہل دل سمجھتے ہیں
جدھر نظریں اٹھاتا ہوں یہی محسوس کرتا ہوں
کہ گویا اہل محفل میرا رازِ دل سمجھتے ہیں



رسائی حضرت جبریل کی سدرہ کے مکاں تک ہے
مگر معراج سرور تو مکاں سے لا مکاں تک ہے
بلندی ان کی اے عرشی بتاؤں کیا کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے



سرور و کیف بھی، نشہ بھی، خم بھی، صہبا بھی
سبھی ملے گا مگر پہلے تشنگی ڈھونڈو
ہجومِ یاس کی ظلمت کو توڑنے کے لئے
کسی حسین تکلم کی روشنی ڈھونڈو



پھنس گئے دام میں ہم جب سے دشمن چھوڑا
 نکلت گل نہ ملی جب سے ہے گلشن چھوڑا
 ہم کہیں کے نہ رہے عزت باری کی قسم
 جب سے اللہ کے محبوب کا دامن چھوڑا



مری فطرت نہیں پابندیوں کے ساتھ جینے کی
 غلامی پاؤں میں کب تک مرے زنجیر ڈالیں گی
 مسلمانوں سروں پر ٹوپیاں رکھ کر چلو اپنے
 یہی پہچان دشمن کا کلیجہ چیر ڈالیں گی
 (فیاض ندیم)



ویران مسجدیں ہیں سونی ہیں خانقاہیں
 پہچان اب ہماری ملتی نہیں کہیں سے
 بدروختین و خندق، خیبر کی سرزمین کو
 اے میرے گمشدہ دل آواز دے کہیں سے!



وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ اللعلمین ہو کر
 پناہ بیگیاں بن کر، شفیع المذنبین ہو کر
 یتیم و بے نوا سمجھا تھا جن کو اہل نخوت نے
 فلک بھی رہ گیا ان کے لئے فرش زمیں ہو کر



مہ تاباں تو کر نیں ڈالتا ہے ذرہ ذرہ پر
 چمک جاتا ہے جس میں نور استعداد ہوتا ہے
 کمال عاشقی ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا
 ہزاروں میں کوئی مجنوں کوئی فرہاد ہوتا ہے



نام اس کا ملت بیضا کے پروانوں میں ہے
 وہ بہر صورت عظیم الشان انسانوں میں ہے
 ولولہ اسلام کا اس کی رگوں میں ہے رواں
 لرزہ اس کی فکر سے باطل کے ایوانوں میں ہے

کتنے ہی سینوں میں نورِ علم و عرفاں بھر دیا
تو نے کتنے خشک ویرانوں کو جل تھل کر دیا



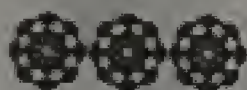
نکھتِ فکر سے لفظوں کا سمندر مہکے
ذکرِ سرکار سے محفل کا مقدر مہکے



ہم نے ہر منزل امکاں پہ جلائے ہیں چراغ
ورنہ ہر قافلہ راہوں میں بھٹکتا ہوتا



عطر کی، عود کی، عنبر کی، چمن کی خوشبو
سب سے اچھی ہے شہِ دیں کے وطن کی خوشبو
جن پہ سو جان سے قرباں ہے بہارِ جنت
وہ تو ہے سید عالم کے بدن کی خوشبو



بہت بلند ہے مینارِ گنبدِ خضریٰ
زمین پہ ہوتے ہوئے آسمان لگتا ہے

چمکتے چاند کو تم غور سے ذرا دیکھو
مرے نبیؐ کے قدم کا نشان لگتا ہے



عشق رسول پاک میں ڈھلنے لگی ہے رات
ذکرِ نبیؐ سے آج مہکنے لگی ہے رات
زلفِ رسول پاک کا جب ذکر چھڑ گیا
دیکھو قدم قدم پہ سنبھلنے لگی ہے رات



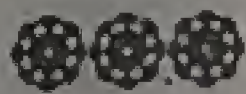
کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا و جو دلوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امامِ امم نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا



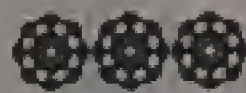
درِ کریم سے سائل کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگے



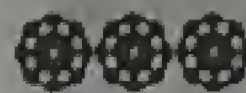
ظلم اور جبر کی پہچان مٹا کر رکھ دیں
 اب بھی ہم چاہیں تو کھرام مچا کر رکھ دیں
 خشک پتوں کی طرح نکھرے ہوئے ہیں ہم لوگ
 ایک ہو جائیں تو دنیا کو ہلا کر رکھ دیں



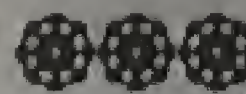
یہ دینی مدرسے ہیں دیکھ مت مشکوک نظروں سے
 برائی سے یہاں تو بچہ بچہ دور رہتا ہے
 یہاں دامن پہ کوئی داغ تجھ کو مل نہیں سکتا
 یہاں تو سب کے ماتھے پہ خدا کا نور ہوتا ہے



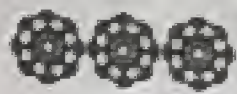
وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
 اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر



یہ خود محروم ہو کر رہ گیا شمشیر ایمان سے
 وگرنہ آج بھی دنیا لرزتی ہے مسلمان سے



یہ نہ پوچھ گفتگو میں کیا اثر رکھتا ہے وہ
سنگ دل کو موم کرنے کا ہنر رکھتا ہے وہ



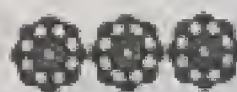
کیا ہے ترک دنیا کا بلی سے
ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے
پر افشاں ہو گئے شعلے ہزاروں
رہے ہم داغ اپنی کابلی سے
خدا یعنی پدر سے مہرباں تر
پھرے ہم در بدر ، ناقابل سے



نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبو یا مجھ کو ہونے نے ، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا



جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا



بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

آدی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا



ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدا!
عالم تمام حلقہ دام خیال ہے

ممت

مکتبہ العارف کی اہم مطبوعات

(۲) لطائف اولیاء

(۱) لطائف حقانی

(۴) راہِ مسلم

(۳) لطائف تھانوی

(۶) راہِ شریعت

(۵) راہِ مؤمن

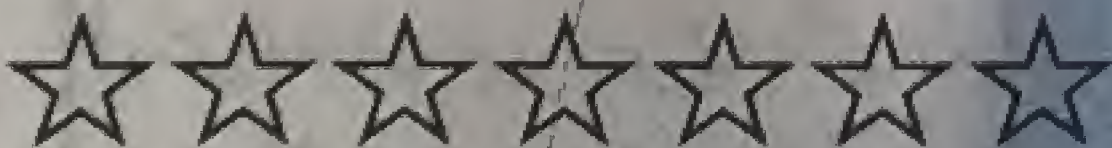
(۸) حقوق اور معاملات

(۷) منکرات کھیل اور کود

(۹) عمدۃ الایضاح شرح نور الایضاح

(۱۱) انمول واقعات

(۱۰) اصلاحِ معاشرہ



صدق رضی اللہ عنہ
مفت در شان حضرت ابوبکر

کتاب زیست کے عنوان کو صدیق کہتے ہیں
مثالی ہستی ذیشان کو صدیق کہتے ہیں
اسی کی شان میں ہے اذہا فی الغار کی آیت
خدا کے اک حسیں فرمان کو صدیق کہتے ہیں
بلائے گا جسے اپنی طرف ہر باب جنت کا
اسی اک جنتی مہمان کو صدیق کہتے ہیں
ہزاروں ظلم سہکر بھی رہا جو صدق پر قائم
صداقت کے اسی چٹان کو صدیق کہتے ہیں
کلام پاک سے میں نے جو پوچھا کون ہے صدیق
کہا کہ جامع القرآن کو صدیق کہتے ہیں
صحابہ میں جو اول ہے، جو افضل ہے، نرالا ہے
اسی کی ذات عالی شان کو صدیق کہتے ہیں
غلاموں کو جو قیمت دیکے خود آزاد کرتا تھا
ہم ایسے اہل خیر انسان کو صدیق کہتے ہیں
ملی جس کو خلافت سب سے پہلے بالیقین اظہر
ہم ایسے خوش نصیب انسان کو صدیق کہتے ہیں

آفتاب اظہر کشن بخوی
کلام

حضرت مولانا آفتاب اظہر صدیقی صاحب
کی یہ کتاب مولانا شمیم صاحب قاسمی
کی فرمائش پر بھائی عاقب انجم عثمانی نے
شعیب اکرام حیاتی سے پی ڈی ایف بنوا کر

ویب سائٹ

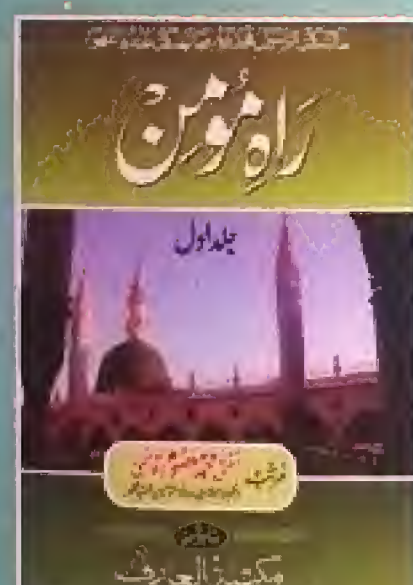
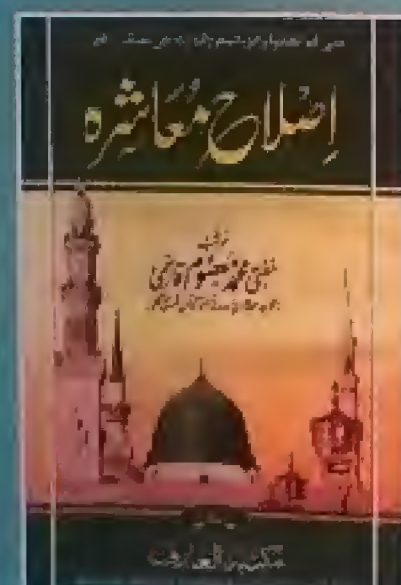
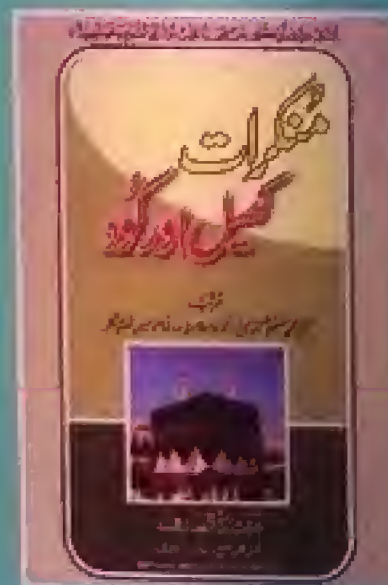
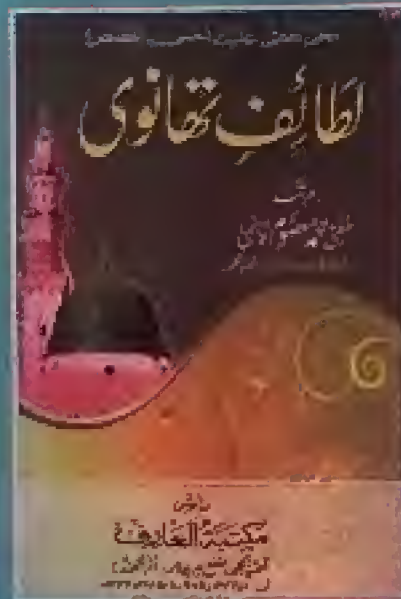
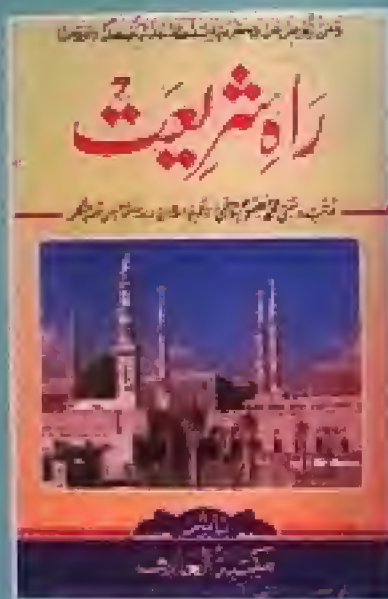
،، پروجیکٹ پورز ویب ڈاٹ کام ،،

پر اپلوڈ کی ہے

ProjectYourzWap.Com



فقہ کی عظیم الشان کتاب نور الایضاح کی ایسی بامعیار اور شاہ کار شرح اب تک دیکھنے میں نہیں آئی، ترجمہ اور تشریح کے ساتھ بقدر ضرورت فقہی اصطلاحات کی توضیح، ہلکی پھلکی نحوی ترکیب، تحقیق و تنقیح اور حوالہ جات کا زبردست اہتمام کافی شافی وضاحت اور تسہیل مولانا (مفتی) غلام نبی کشمیری خادم حدیث دارالعلوم وقف دیوبند



MAKTABA-TUL-AARIF

Qasba Manglour, Distt. Haridwar Pin -247556 (U.K.)
Mobile: 9897134270, 01332-222528